تحفۃ الاخوان

حضرت الحاج صوفی عبدالمجید صاحب صدیقی نقشبندی مجددی

جامع مسجد جمال مصری شاہ

لاہور

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ؕ

تُحْفَةُ الْاِخْوَان

اہمیّت بیعت - آدابِ مرشد - شجرہ طیّبہ
و ختمِ خواجگان نقشبندیہ مجدّدیہ



حضرت الحاج صوفی عبد المجید صاحب نقشبندی مجدّدیؒ



جامع مسجد جمال مصری شاہ
لاہور

Marfat.com

تعداد اشاعت ________ ۱

مطبع ________ اردو ڈائجسٹ پریس

کتابت ________ محمد اسلم نقشبندی مجددی

ہدیہ ________ ۵/- روپے

جامع مسجد جمالیہ
مصری شاہ عزیز روڈ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَرَرَۃِ التُّقٰی ۰

*

امابعد ۔ اضعف العبید فقیر عبدالمجید عفی عنہ عرض پرداز ہے کہ آغاز تحریر کے وقت ارادہ فقط شجرہ مقدسہ حضرات خاندانِ نقشبندیہ مجددیہ اور چند ضروری وظائف کے لکھنے کا تھا ۔ لیکن یہ محسوس کرتے ہوئے کہ بعض احباب طریقت کے دلوں میں ناواقفیت کی وجہ سے یا مخالفینِ تصوّف کی باتوں کے سُننے سے ایسے ایسے وساوس اور الجھنیں کروٹیں لیتی رہتی ہیں ۔ جنہیں وہ کسی کے سامنے بیان کرنے سے شرماتے ہیں ۔ حالانکہ وہی الجھنیں انہیں تذبذب و تامل کا شکار بنائے رکھتی ہیں ۔ ان کے لئے سنگِ راہ بنی رہتی ہیں اور اس راہ میں ہمت و حوصلہ سے قدم اٹھانے میں مانع ہوتی ہیں ۔ خصوصًا طریقت اور اہلِ طریقت کے آداب سے ناواقفیت تو اکثر مستعد طالبوں کو بھی پریشان کئے رکھتی ہے ۔ لہٰذا ان احباب کی دعائیں حاصل کرنے کے لیے چند مفید مضامین کا اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ اللہ تعالےٰ کمترین و جملہ احباب کو ان پر عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ

Marfat.com

عجب نہ بود کز وما یاد ند، کہ ہستی را نمے بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت کند در حقِ ایں مسکین دعائے

"عجب نہیں کہ اسی سے میری یاد رہے کیونکہ میں اپنی ہستی کے لیے بقا نہیں دیکھتا مگر کوئی صاحبدل کسی روز از راہ کرم اس مسکین کے حق میں دعا فرما دے گا۔"

یہ دیکھ کر کہ فقر و تصوّف کی اکثر اصطلاحات قرآن و حدیث میں نہیں ملتیں۔ اور خاص کر جہلاء کے اس قول سے کہ "جی شریعت اَور ہے اور فقیری اور ہے۔"

یہ وہم ہوتا ہے کہ شاید یہ کوئی شریعت سے جداگانہ علم ہے۔ جو بعد میں رائج ہُوا یا قرآن و حدیث کے علاوہ ہے۔ ہرگز یوں نہیں بلکہ فقر و تصوف اسلام کی وہ روحِ رواں ہے جس کے بغیر تمام اعمال محض تکلّف و ریاکاری ہیں دینِ اسلام بندوں کے لیے کامل تر دین و جامع ترین پیامِ رحمت ہے۔ جسمانی، روحانی، اخلاقی و معاشرتی و انفرادی و اجتماعی تمام ضرورتوں کا کفیل ہے لیکن خدارسی و خداشناسی اس کا اصل مقصد ہے۔ اس پر خاص طور پر زور دیا ہے اور یہی تصوّف ہے۔

اے دوست شریعتِ اسلام سراپا اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ پسندیدہ کا مجموعہ ہے یا یوں کہئے کہ اسلام کی بنیاد ہی اوصافِ حمیدہ پر رکھی گئی ہے۔ اسی لئے اللہ عزّوجل نے حضورِ پُرنور، حبیبِ لبیب سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کی شان میں فرمایا۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ کہ بیشک آپ خلقِ عظیم پر ہیں۔ اور اگر مجھ سے پوچھا جائے تو کہوں گا کہ شریعتِ غرا کے ہر حکم کے تحت ایک سِرِّ ادب ہے جس کی بنا پر وہ حکم صادر ہوا اگر اللہ عزّوجل کو منظور ہُوا۔ تو اس چیز کو کسی دوسری کتاب میں واضح طور پر عرض کروں گا۔

"تصوّف" اسلام میں اس نعمتِ عظمیٰ سے خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہے۔

Marfat.com

تصوف کی حقیقت پر جتنی بھی عبارتیں یا سخن ہیں۔ سب دُرِ بے بہا اور گوہر حقیقت ہیں لیکن جو سخن مجھے بہت پسند آیا ہے۔ وہ حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ جو آپ نے فرمایا۔ لَيْسَ التَّصَوُّفُ رُسُوْمًا وَلَا عُلُوْمًا وَلٰكِنَّهٗ اَخْلَاقٌ۔

یعنی تصوف نہ رسم ہے (کہ مجاہدے یا بناوٹ سے حاصل ہو سکے) اور نہ ہی علم ہے۔ (کہ پڑھنے پڑھانے سے حاصل ہو سکے) لیکن یہ سراپا اخلاق ہی اخلاق ہے۔

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں۔ اَلتَّصَوُّفُ كُلُّهٗ خُلُقٌ فَمَنْ زَادَ عَلَيْكَ فِي الْخُلُقِ زَادَ عَلَيْكَ فِي التَّصَوُّفِ۔ تصوف سراپا خلق ہے۔ پس جو تجھ سے خلق میں بڑھ گیا تصوف میں بڑھ گیا۔ معلوم ہوا محض پیری مریدی اور ہے اور تصوف و خلق اور ہے اور خلق یعنی خوئے نیک دو طرح پر ہے۔ ایک اللہ عزوجل کے ساتھ اور دوسرے مخلوق کے ساتھ۔ اور خلق سے نیک خوئی کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ گردانا جائے اس کی قضاء قدر پر راضی رہا جائے۔ اس کے اوامر و نواہی کی اطاعت کی جائے اسی پر بھروسہ رکھا جائے۔ اس کی اطاعات و عبادات میں کمال نیاز مندی، اخلاص اور عدم تکلف ہو۔ علیٰ ہذا القیاس اور وہ خوئے نیک جن کا تعلق مخلوق کے ساتھ ہے۔ مراتب کے لحاظ سے ہے۔ جس میں سب سے مقدم اور زیادہ حق دار سید المرسلین شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین، حبیب خدا۔ اشرف انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ ہیں۔ جن کی تعظیم و توقیر میں مبالغے سے کام لینے کو خود اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ یعنی میرے حبیبؐ کی بہت مدد کرو اور بہت توقیر کرو۔ دونوں مبالغے کے صیغے ہیں۔

آپ کے بعد خلفائے راشدین، اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اصحاب کرام

Marfat.com

آئمہ، اولیاءِ علمائے ربانی، والدین علیٰ ہذا القیاس یہ سلسلہ ہر مسلمان سے ہر مسلمان تک پہنچتا ہے۔ ہر ایک کا سلسلۂ ادب ایک دوسرے سے وابستہ ہے۔ بلکہ حیوانات، جمادات ہر ذرہ کائنات تک اسلامی اخلاق کا دائرہ وسیع ہے۔

یوں تو ہر صاحب علم کی تعظیم و ادب کا حکم آیا ہے۔ کتب احادیث مقدسہ بھری پڑی ہیں۔ جن میں سے صرف دو احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ الْوَالِدِ عِبَادَۃٌ وَالنَّظْرُ اِلَی الْکَعْبَۃِ عِبَادَۃٌ وَفِی الْمُصْحَفِ عِبَادَۃٌ وَالنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ الْعَالِمِ عِبَادَۃٌ مَنْ زَارَ عَالِمًا فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ وَمَنْ صَافَحَ عَالِمًا فَکَاَنَّمَا صَافَحَنِیْ وَمَنْ جَالَسَ عَالِمًا فَکَاَنَّمَا جَالَسَنِیْ وَمَنْ جَالَسَنِیْ فِی الدُّنْیَا جَلَسَہُ اللّٰہُ مَعِیَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (کنز العرفان)

ترجمہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ اور کعبۃ اللہ شریف کی زیارت کرنا عبادت ہے اور قرآن شریف کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ جس نے زیارت کی عالم کی۔ گویا اُس نے زیارت کی میری اور جس نے مصافحہ کیا عالم سے گویا اُس نے مصافحہ کیا مجھ سے۔ اور جو شخص عالم کی مجلس میں بیٹھا۔ وہ گویا میری مجلس میں بیٹھا۔ جو شخص میری مجلس میں بیٹھا دنیا کے اندر اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن میرے ساتھ بیٹھائے گا۔ [لہ]

[لہ] وہ لوگ جو اپنی مجلسوں اور عبارتوں کو علمائے ربانی کے استہزاء و تمسخر سے زینت دینے کی کوشش کرتے اور فخر کرتے ہیں۔ ذرا سرورِ کون و مکان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد علماء کی شان میں پڑھیں

Marfat.com

نیز ارشاد فرمایا۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ کہ علماء انبیاء کے وارث وجانشین ہیں۔ یہ توقیر و تعظیم تو بالعموم ہے لیکن جس عالم سے علم حاصل کیا جائے اور اس کو دینی علوم میں استاد گردانا جائے تو اُس کے حقوق دوسروں کے حقوق سے کہیں بالاتر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ طالب نے حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنے درمیان اُستاد کو واسطہ اور وسیلہ گردانا ہے۔ اس مبارک و معزز وساطت و توسل کی شرافت کی وجہ سے اس استاد کے حقوق بھی حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقوق کے تحت آجاتے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں یا کسی اور بزرگِ اُمت علیہ الرحمتہ کا قول ہے۔ مَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَھُوَ مَوْلَائِیْ جس نے مجھے ایک حرف بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کا سکھایا۔ وہ میرا آقا و مولا ہے

اسی طرح تمام مشائخ و اولیائے عظام علیہم الرحمتہ[1] کی تعظیم و توقیر واجب ہے لیکن جس شیخ کامل کے دستِ حق پرست پہ بیعت کی جائے۔ اس کو اپنا مرشد و رہبر گردانا جائے اور اُس کا توسل حاصل کیا جائے تو اُس کے حقوق بھی نیابت کی وجہ سے حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقوق کے تحت آجاتے ہیں۔ لہٰذا جو آداب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے سکھائے گئے ہیں۔ شیخ و مرشد کے لیے انہیں آداب کی رعایت مجازاً لازمی ہے سوائے ان آداب کے جو نبی کے لئے مخصوص ہیں۔

فقیر نے آج تک کسی باادب کو بے مُراد نہیں دیکھا۔ اور کسی بے ادب کو بامراد نہیں

---

[1] فقیر تو علماء اور اولیاء کی تفریق کا قائل ہی نہیں یہ تو ہماری آپ کی قائم کردہ ہے نہ ہی قرآن و حدیث نے کسی جگہ دونوں کو الگ کیا ہے۔ قرآن و حدیث تو جامعیت چاہتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے ذہنوں میں وہ الگ چیزوں کا تصور ہے۔ اس لئے فقیر نے بھی دو ہی طرح لکھا ہے۔

Marfat.com

دیکھا۔ سچ کہا بزرگوں نے "با ادب بامراد" "بے ادب بے مراد" اور بندہ تو اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اسلام میں جتنے بھی باطل فرقے پیدا ہوئے ہیں وہ سب اولیاء و علماء علیہم الرحمۃ کے آزار کے نتائج ہیں۔ جس بھی باطل فرقے کے بانی کی زندگی کا مطالعہ کیا گیا۔ اس میں یہی چیز نمایاں طور پر نظر آئی کہ ابتداء میں ہی اس نے اپنی شوخیٔ طبع اور گستاخانہ روش سے اپنے استاد یا مرشد کے دل کو آزردہ کیا۔ ان کی چشم پوشی و درگزر کرنے سے غلط مفہوم لیا۔ بلکہ ان کے روکنے اور منع فرمانے پر وہ اور زیادہ تمتمایا۔ حتیٰ کہ نظروں سے گرا۔ اور اس کی طرف سے اس رہنما کے دل میں کدورت بیٹھ گئی۔ ادھر وہ گستاخ اپنی تیزی و قابلیت پر اترایا۔ اُدھر شیطان آیا۔ اور اس کے علم و کمال کو اس کی نظر میں مزین کیا۔ یہاں تک کہ اپنی رعونت، خود پسندی، اور عجب کی وادی میں مقید کر دیا گیا۔ اور جب شیطان نے چاہا۔ اس میں سے اس کے علم و کمال کی آڑ میں لوٹنا شروع کیا۔ جب بے ادب ہوا خود رائے ہوا۔ جب خود رائے ہوا گمراہ ہوا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ مَنِ اسْتَغْنٰی بِرَأْیِہٖ ضَلَّ۔ جو اپنی رائے کے ساتھ بے پرواہ ہوا گمراہ ہوا۔ ایسے گمراہ کے متعلق قرآن مجید میں ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِیْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ اور لوگوں میں سے ایک وہ ہے کہ تعجب میں ڈال دیتی ہے آپ کو اس کی بات دنیا کی زندگی میں اور وہ اپنے دل کی بات پر خدا کو گواہ لاتا ہے اور وہ سخت جھگڑالو ہے۔

یہ شیوہ کرم ہے کہ جب کسی کو کچھ دیا جاتا ہے تو رد کرنے کے وقت اس سے وہ واپس نہیں لیا جاتا۔ جیسا کہ شیطان کے حال سے اللہ عزّ وجل نے ہم کو خبر دی۔ تاکہ وہی کمال اس کے خلاف قیامت کے روز حجت ہو۔ اللہ جل شانہٗ سے

Marfat.com

فرمایا ہے کہ وہ ہمیں ادب کی راہ پر قائم رکھے اور گستاخی و بے ادبی سے بچائے آمین

اے دوست! خوب جان لے کہ ہر چیز کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہے اور ایک رسم۔ حقیقت، رسم کی پابند و محتاج نہیں ہوا کرتی۔ لیکن حقیقت کی موجودگی میں رسم اس کا زیور ہوا کرتی ہے اور حقیقت کی عدم موجودگی میں رسم مذموم و بدعت رہ جاتی ہے۔ سب سے پہلے اس اہم حقیقت کو پیش نظر کر لیں۔ کہ خالص دینی علوم مثلاً علم حدیث، علم تفسیر، علم فقہ وغیرہ جن ضابطوں اور اصطلاحوں کے زیور سے مزین ہو کر آج ہمارے سامنے موجود ہیں۔ عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان میں سے کوئی شے بھی نہ تھی اور اس خاص لحاظ سے یہ سب بدعت ہیں۔ خود سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو لیجیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں تو اتنا ہی تھا کہ جو عملِ مبارک روزمرہ کی زندگی میں دیکھا جاتا "سنت" کہلاتا۔ اور جو سخنِ پاک فرمایا جاتا وہ "حدیث" کہلاتا۔ لیکن آج! علم حدیث و سنن ایک مستقل و مخصوص فن ہے جس میں سینکڑوں اصطلاحات جس کے اصول پر تصانیف کے دفتر، جس کے مختلف شعبے اور شاخیں ہیں۔ جس کے سیکھنے کیلئے برسوں کی محنت اور اساتذہ کاملین کی ہدایات اشد ضروری ہیں۔ بایں ہمہ محدثین کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی کاوشوں کو کوئی شخص بدعت کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ یہی حال آئمہ تفسیر کی نکتہ سنجیوں اور آئمہ فقہ کے قیاس، اجتہاد و استنباط کا ہے۔ لغوی معنے کے لحاظ سے تو یہ سب کچھ بدعت ہی ہے۔ لیکن میں کہوں گا کہ کیا ان علوم کی حقیقت خیر القرون میں موجود نہ تھی۔ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین محدث نہ تھے۔ مفسر و فقیہہ نہ تھے؟ ضرور تھے لیکن ان مقدس علوم کی تدریس و اشاعت کیلئے بعد میں اصطلاحات و اصول مرتب کرنے پڑے اور

Marfat.com

تصانیف و تالیف کی ضرورت پڑی۔ حضرت امام بخاری، امام مسلم، امام ابو حنیفہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی جانفشانیوں سے یکسر قطع نظر کر لی جائے تو شریعتِ اسلام کے پاس باقی کیا رہ جائے گا۔

غرض جو حال فقہ کا ہے تفسیر کا ہے، حدیث کا ہے۔ ٹھیک وہی حال تصوف و سلوک کا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عہد میں نہ لفظ تصوف تھا نہ لفظ سلوک اور نہ ہی احوال و مقامات، اذکار و اشغال اور نہ ہی پیری مریدی کی اصطلاحات رائج تھیں۔ لیکن کیا صحابہ کرام صوفی نہ تھے؟ سالک نہ تھے؟ صاحبانِ احوال و مقامات نہ تھے؟ کیا وہ پیر نہ تھے اور کیا وہ مرید نہ تھے؟ بلا شک سب کچھ تھے۔ لیکن جس طرح آئمہ شریعت زمانہ کے حالات و ضروریات کے مطابق قرآن مجید و احادیث مقدسہ سے ظاہری احکام و مسائل اور اصطلاحات استنباط فرماتے رہے اسی طرح آئمہ طریقت و تصوف بھی زمانہ کے حالات کے مطابق احکام و مسائل، جن کا تعلق تصفیہ و تزکیہ باطن سے تھا استنباط فرماتے رہے۔ اور اصطلاحات خود بخود تجویز ہوتی گئیں۔ اب اگر صرف الفاظ و اصطلاحات کی بنا پر تصوف و طریقت کو بدعت کہنا ہے۔ تو پھر اس خاص لحاظ سے تو خود موجودہ فن حدیث بھی بدعت ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مبارک میں نہ کوئی فن اسماء الرجال تھا۔ نہ جرح، و تعدیل کے اصول تدوین ہوئے تھے۔ نہ "ضعیف" و "موضوع" کی اصطلاحات وضع ہوئی تھیں۔ اور نہ کوئی "مرفوع"، "متواتر"، "صحیح"، "حسن" و "غریب"، کی بحثوں سے آشنا ہوا تھا۔ لیکن اگر لفظ و اصطلاح کی بحث سے گزر کر اصل حقیقت تک پہنچنا مقصود ہے تو جس طرح ہر صحابی بزعم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر صحبت یافتہ دربارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر حاضر باش مفسر تھا

Marfat.com

محدث تھا اور فقیہہ تھا۔ اسی طرح صوفی بھی تھا اور بلا استثناء ہر صحابی مرید بھی تھا اور سب کے پیر مرشدِ کل سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔

اے دوست! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی محض افعال اور ظاہری اعمال کے مجموعہ کا نام نہ تھی۔ پیکرِ خاک کے اندر نورِ پاک جلوہ گر تھا اور اس نور کی تجلی ریزیاں ہر لمحہ اور ہر گھڑی ہوتی رہتی تھیں۔ تمام صحابہ ؓ ہر حیثیت سے مساوی نہ تھے۔ اپنا اپنا ظرف اور اپنی اپنی نظر تھی۔ ہر صاحب کا مذاقِ طبیعت جداگانہ تھا۔ اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاں کہیں بھی قرآن و حدیث میں ذکر آیا ہے۔ وہاں ظاہری اعمال کی تخصیص تو کہیں نہیں بلکہ جس طرح ظاہری اعمال کی اطاعت و اتباع کا حکم ہے اسی طرح باطنی کا بھی۔ جہاں نماز کے ظاہری ارکان میں اتباع کی جائے۔ وہاں خضوع و خشوع حضورِ قلب اور ذوق و شوق کی بھی اتباع کی جائے اور قلب کو مرتبۂ احسان تک پہنچایا جائے۔

قدرتاً ایک بڑی جماعت کی توجہ امورِ خارجی پر زیادہ مبذول رہی لیکن ایک دوسری جماعت بھی برابر موجود رہی۔ جس کی نظر ظاہر سے زیادہ باطن پر، قال سے زیادہ حال پر رہی۔ یہ وہ خوش نصیب تھے۔ جنہوں نے محض "فتح مکہ" کی جلوہ طرازیوں کا تماشا نہیں دیکھا۔ بلکہ غارِ حرا کی خلوت آرائیوں کا مزا بھی چکھا جنہوں نے محض حرّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ہی کا پیغام نہیں سنا۔ بلکہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ کی حقیقت کو بھی پہچانا اور جن کی نگاہیں۔ یہیں تک محدود نہیں کہ نماز میں کتنی رکعتیں پڑھی گئیں بلکہ یہاں تک بھی پہنچیں کہ نماز کس دل سے پڑھی گئی کس وجد و کیفیت میں ادا کی گئی اور قلب کے اندر خشوع و خضوع کی کیا کیا کیفیتیں جاگزین رہیں

Marfat.com

شجرہ تصوف و طریقت کے سر سلسلہ یہی بزرگانِ کرام ہیں۔ اس نعمت کے حصہ دار کم و بیش تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے لیکن خصوصیت کے ساتھ اس دولت سے مالا مال حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، حضرت سلمان فارسیؓ حضرت ابوذر غفاریؓ حضرت ابوعبیدہؓ حضرت معاذؓ بن جبل حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابو درداءؓ حضرت عمران بن حصینؓ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ وغیرہم تھے۔ چنانچہ صوفیہ کے قدیم تذکرے انہیں سے شروع کیے گئے ہیں اور تصوف کی بعض قدیم ترین تصانیف میں تو حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کو بھی صراحت کے ساتھ اساطینِ تصوف میں شمار کیا گیا ہے اور حق بھی یونہی ہے۔

اس عالمِ اسباب میں قانونِ خداوندی یونہی چلا آتا ہے کہ ایک سے دوسرا فیض و فائدہ اخذ کرتا ہے۔ اگر یہ چیز نہ ہوتی تو اس کثیر تعداد میں اور ہر زمانہ اور ہر بستی میں انبیاء علیہم السلام کا بھیجا جانا بے معنی ثابت ہوتا ہے۔ ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ ایک ہی نبی کو اللہ عزوجل احکام عنایت فرما کر بھیج دیتے۔ اور پھر ان کو قیامت تک علماء کے ذریعے پہنچا دیا جاتا۔ لیکن یاد رہے کہ انبیاءؑ کی زندگی کے دو اہم پہلو ہوا کرتے ہیں جن میں سے جو ظاہر ہے۔ وہ کتابوں میں محفوظ رہتا ہے۔ لیکن جس کا تعلق باطن سے ہے یعنی وجدانیات نورانیات اور کیفیات سے ہو وہ تحریر میں کیسے آ سکتا ہے۔ وہ تو وجد سے وجد اور کیفیت سے کیفیت اور نورانیت سے نورانیت ہی میں منتقل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ لبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان فرماتے ہوئے آپ کے چار عالی منصب بیان فرمائے ارشاد ہوا۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

Marfat.com

وَالْحِکْمَۃَ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے یہ بہت بڑا احسان مسلمانوں پر کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جو ان پر ہماری آیات[1] تلاوت فرماتے ہیں۔ اور ان کو پاک[2] کرتے ہیں اور سکھاتے[3] ہیں کتاب اور حکمت[4]

یہاں سے واضح ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے چار اہم مقاصد ہیں آیات کا پڑھنا، تزکیہ امت کرنا۔ اور کتاب وحکمت کی تعلیم دینا۔

اب غور فرمائیے آیت کا لفظ قرآن کی اصطلاح میں دو طرح پر ہے۔ ایک تو اس چیز کو آیت کہا گیا ہے جو اللہ عزوجل کی طرف سے بذریعہ جبرائیل علیہ السلام بصورت احکام نبیوں پر نازل ہوئے اور دوسرے اس معجزہ[1] یا خرقِ عادت یا نبی کی روحانی قوت و تصرف کا نام آیتِ خداوندی رکھا گیا ہے جس سے نبی مخلوقات کی عقول کو عاجز کر لیتا ہے انبیاء علیہم السلام کی زندگی کا دوسرا مقصد تزکیہ ہے۔ تزکیہ کے بھی دو پہلو ہیں۔ ایک ظاہر اور ایک باطن۔ ظاہر میں شرک وکفر اور بدعات سے پاک کرنا۔ اور باطن میں ریا و تکبر، حسد، بخل، غیبت، حُبِّ دنیا، حُبِّ شہوات وغیرہ سے پاک کرنا ہے۔ اور نیز فرمایا وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ کہ ان کو سکھاتے ہیں کتاب اور حکمت۔

---

[1]۔ اگرچہ معجزہ کا لفظ قرآن و احادیثِ مقدسہ میں موجود نہیں لیکن انبیاء کے روحانی تصرف و خوارق عادات مظاہرات کا ذکر موجود ہے اس لیے اس تخصیص کو واضح کرنے کیلئے معجزہ کا لفظ اُمت کو وضع کرنا پڑا۔ اسی طرح کرامت کا لفظ گو قرآن مجید و احادیث مطہرہ میں موجود نہیں لیکن اولیاء اللہ کی کرامات و خوارق عادات کا ذکر ضرور موجود ہے۔ جیسے حضرت مریم علیہا السلام کو بے موسم پھلوں کا پہنچنا۔ حضرت آصف بن برخیہ کا چشم زدن میں تختِ بلقیس کو لا حاضر کرنا۔ حضرت خضر علیہ السلام کے واقعات وغیرہ

Marfat.com

کتاب و حکمت کی تعلیم کو تزکیہ کے بعد ذکر فرمایا کہ یہ دونوں حقیقی معنوں میں تزکیہ نفس کے بعد ہی حاصل ہوتی ہیں۔

حضرت امام ربانی قیوم زمانی حضرت علیہ الرحمۃ مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا آدمی کو تین چیزوں سے چارہ نہیں تاکہ نجات ابدی حاصل ہو جائے۔

علم ۔۔۔۔۔۔۔ عمل ۔۔۔۔۔۔۔ اخلاص

علم دو قسم کا ہے، ایک وہ علم ہے جس سے مقصود عمل ہے جس کا متکفل علم فقہ ہے۔ دوسرا وہ علم ہے جس سے مقصود صرف اعتقاد اور دل کا یقین ہے جو علم کلام میں مفصل مذکور ہے اور فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کے قیاس صحیح اور عقیدے کے موافق ہے اور نجات ان بزرگواروں کی اتباع کے بغیر محال ہے اور اگر بال بھر بھی مخالفت ہے تو کمال خطرہ ہے۔ یہ بات کشف صحیح اور الہام صریح سے یقینی طور پر حاصل ہو چکی ہے اس میں کچھ خلاف نہیں۔

اور اخلاص کا حاصل ہونا جو علم و عمل کی روح ہے طریق صوفیہ پر چلنے پر منحصر ہے جب تک سیر الی اللہ نہ قطع کریں اور سیر فی اللہ کے ساتھ متحقق نہ ہو جائیں۔ حقیقت اخلاص سے دور اور مخلصوں کے کمالات سے مہجور رہتے ہیں۔ اگرچہ عام مومنین کو بھی تکلف اور تعمل کے ساتھ بعض اعمال میں مجمل طور پر اخلاص حاصل ہو جاتا ہے مگر وہ اخلاص جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں وہ ہے جو تمام اقوال و افعال اور حرکات و سکنات میں حاصل ہے اور اس میں کسی تکلف اور بناوٹ کو راہ نہیں ہے۔ یہ اخلاص انفسی اور آفاقی معبودوں کے فنا پر منحصر ہے۔ جو فنا و بقا اور ولایت خاصہ کے درجے تک پہنچنے سے وابستہ ہے جو اخلاص تکلف اور بناوٹ کا محتاج ہے وہ ہمیشہ نہیں رہتا۔ اخلاص کا دوامی طور پر

Marfat.com

حاصل ہونا جو مرتبہ حق الیقین میں ہے اس میں بے تکلف ہونا ضروری ہے۔

پس اولیاء اللہ جو کچھ کرتے ہیں خدا کے لیے کرتے ہیں۔ نہ کہ اپنے نفس کے لیے کیونکہ ان کے نفس خدا پر قربان ہو چکے ہیں۔ ان کے اخلاص کے خالص ہونے میں نیّت کا صحیح کرنا ضروری نہیں ہے۔ ان کی نیّت فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے درست ہو چکی ہے۔ مثلاً کوئی شخص جو اپنے نفس میں گرفتار ہے جو کچھ کرتا ہے اپنے نفس کے لیے کرتا ہے خواہ نیّت کرے یا نہ کرے۔ اور جب نفس کی قید دُور ہو کر خدا تعالےٰ کی قید حاصل ہو جائے تو اس صورت میں وہ جو کچھ کرے گا خدا کے لیے کرے گا۔ خواہ نیّت کرے یا نہ کرے۔ نیّت ظنی امر میں درکار ہے یقینی میں اس کی حاجت نہیں۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۝

دوامی اخلاص والا مُخلَص بفتح لام ہے اور جس کو دوام حاصل نہیں اور ابھی اخلاص کا کسب کرتا ہے مُخلِص بکسر لام ہے اور ان دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔ اور طریق صوفیہ سے علم و عمل میں جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ علوم کلامیہ استدلالیہ کشفی ہو جائیں اور اعمال کے ادا کرنے میں بڑی آسانی ہو جائے اور جو سستی نفس و شیطان کی طرف سے واقع ہوتی ہے دُور ہو جائے۔

این کارِ دولت است کنوں تا کرا دہند

ترجمہ :- بڑی اعلیٰ ہے یہ دولت ملے اب دیکھئے کس کو۔"

اور کیا ہی خوب فرمایا امام طریقہ حضرت خواجہ سید محمد نقشبند بخاری قدس سرّہ نے۔ جو آپ سے کسی نے سوال کیا کہ سلوک سے مقصود کیا ہے تو فرمایا یہ کہ "اجمالی معرفت تفصیلی ہو جائے اور استدلالی کشفی سے بدل جائے۔" یہ نہ فرمایا کہ معارف شرعیہ سے

Marfat.com

زیادہ کوئی اور معرفت حاصل کی جائے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی قدس سرہ نے آیۃ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ سے استدلال فرمایا ہے کہ کمالِ اتقاء کے حصول کا حکم ہے جو فنا و بقا کی منازل طے کئے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور یہی مقصودِ طریقت ہے فنا و بقا سے پہلے ہر اتقا میں صورتِ اتقا ہے حقیقت نہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ اپنے مکتوب نمبر ۵۴ جلد دوم میں فرماتے ہیں کہ اتباع رسول ؐ کے کئی درجے ہیں۔

پہلا درجہ عوام اہل اسلام کیلئے ہے۔ یعنی تصدیق قلبی کے بعد اور اطمینانِ نفس سے پہلے جو درجہ ولایت سے وابستہ ہے۔ احکامِ شرعیہ کا بجا لانا اور سنتِ سنیہ کی متابعت ہے اور علماءِ ظاہر اور عابد و زاہد جنکا معاملہ ابھی اطمینان نفس تک نہیں پہنچا۔ سب متابعت کے اس درجہ میں شریک ہیں اور اتباع کی صورت کے حاصل ہونے میں برابر ہیں چونکہ اس مقام میں نفس ابھی کفر و انکار ہی پر اڑا ہوگا ہوتا ہے۔ اس لیے یہ درجہ متابعت کی صورت پر مخصوص ہے متابعت کی یہ صورت متابعت کی حقیقت کی طرح آخرت کی نجات اور خلاصی کا موجب ہے اور دوزخ کے عذاب سے بچانے والی اور جنت میں داخل ہونیکی خوشخبری دینے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کمال کرم سے نفس کے انکار کا اعتبار نہ کرکے تصدیق قلبی پر کفایت فرمائی ہے اور نجات کو اس تصدیق پر وابستہ کیا ہے۔

بیت

میتوانی کہ دہی اشکِ مرا حُسنِ قبول * اے کہ دُر ساختہ قطرۂ بارانی را

Marfat.com

ترجمہ بیت

بنایا قطرۂ باراں کو جس نے ہے گوہر
عجب نہیں میرا رونا کرے قبول نظر

متابعت کا دوسرا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال واعمال کا اتباع ہے۔ جو باطن سے تعلق رکھتا ہے۔ مثلاً تہذیب اخلاق اور بری صفتوں کا دور کرنا اور باطنی امراض اور اندرونی بیماریوں کا رفع کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جو مقامِ طریقت کے متعلق ہیں۔ اتباع کا یہ درجہ ارباب سلوک کے ساتھ مخصوص ہے۔ جو طریقہ صوفیہ کو شیخ مقتدا سے اخذ کر کے سیرِ الی اللہ کی وادیوں اور جنگلوں کو قطع کرتے ہیں۔

متابعت کا تیسرا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان احوال و اذواق ومواجید کی اتباع ہے جو مقامِ ولایت خاصہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ درجہ ان اربابِ ولایت کے ساتھ مخصوص ہے۔ جو مجذوب سالک یا سالک مجذوب ہیں جب مرتبہ ولایت ختم ہو جاتا ہے۔ تو نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے اور طغیان وسرکشی سے ہٹ جاتا ہے اور انکار سے اقرار میں اور کفر سے اسلام میں آجاتا ہے۔ تو اس وقت جو کچھ متابعت کرتا ہے متابعت کی حقیقت ہوتی ہے۔ اگر نماز ادا کرتا ہے تو متابعت کی حقیقت بجا لاتا ہے اور اگر روزہ ہے یا زکوٰۃ اُن کا بھی یہی حال ہے غرض تمام احکام شریعت کے بجالانے میں متابعت کی حقیقت شاملِ حال ہوتی ہے۔

سوال۔ نماز روزہ کی حقیقت کے کیا معنی ہیں۔ نماز و روزہ افعال مخصوصہ

Marfat.com

ہیں۔ اگر یہ افعال فرمان کے بموجب ادا ہو جائیں تو حقیقت پائی جائے گی۔ پھر صورت و حقیقت کے کیا معنی؟

جواب:۔ مبتدی چونکہ نفس امارہ رکھتا ہے جو ذاتی طور پر آسمانی احکام کا منکر ہے۔ اس لیے احکامِ شرعی کا بجا لانا اس کے حق میں باعتبار صورت کے ہے اور منتہی کا نفس چونکہ مطمئنہ ہو جاتا ہے اور رضا و رغبت سے احکام شرعی کو قبول کر لیتا ہے۔ اس سے احکام شرعی کا صادر ہونا باعتبار حقیقت کے ہے۔ مثلاً منافق و مسلم دونوں نماز کو ادا کرتے ہیں۔ منافق چونکہ باطن کا انکار رکھتا ہے اس لیے نماز کی صورت بجا لاتا ہے اور مسلمان باطنی اتباع کے باعث نماز کی حقیقت سے آراستہ ہے۔ پس صورت و حقیقت باعتبار اقرار اور انکار باطن کے ہے۔

مذکورہ بالا درجہ یعنی کمالاتِ ولایت خاصہ کے حاصل ہونے کے بعد (جو اتباع کا تیسرا مرتبہ ہے) نفس کے مطمئن ہونے اور اعمال صالح کی حقیقت بجالانے کا درجہ متابعت کا چوتھا درجہ ہے۔ پہلے درجہ میں اس متابعت کی صورت تھی اور یہاں کی اتباع کی حقیقت ہے۔ اتباع کا یہ چوتھا درجہ علمائے راسخین شکر اللہ تعالےٰ سَعیہُم کے ساتھ مخصوص ہے۔ جو اطمینان نفس کے بعد متابعت کی حقیقت کی دولت سے متحقق ہیں۔ اگرچہ اولیاء اللہ کو بھی قلب کی تمکین کے بعد تھوڑا سا اطمینان نفس حاصل ہوتا ہے لیکن کمال اطمینان نفس کو کمال نبوت کے حاصل کرنے میں ہوتا ہے۔ جن کمالات سے علماء راسخین کو وراثت کے طور پر حصہ حاصل ہوتا ہے۔ پس علماء راسخین نفس کے کمال اطمینان کے باعث شریعت کی حقیقت سے جو اتباع کی حقیقت ہے متحقق ہوتے ہیں اور دوسروں کو چونکہ یہ کمالات حاصل نہیں

Marfat.com

ہوتے اس لیے کبھی شریعت کی صورت سے اور کبھی اس کی حقیقت سے متحقق ہوتے ہیں علمائے راسخین کا میں ایک نشان بتاتا ہوں تاکہ کوئی ظاہر دان رسوخ کا دعویٰ نہ کرے اور اپنے نفس امارہ کو مطمئنہ خیال نہ کرے۔

عالم راسخ وہ شخص ہے جس کو کتاب و سنت کی متشابہات کی تاویلات سے بہت سا حصہ حاصل ہو، اور حروفِ مقطعات کے اسرار کو جو قرآنی سورتوں کے اول ہیں بخوبی جانتا ہو متشابہات کی تاویل پوشیدہ اسرار میں سے ہے۔ تو خیال نہ کریں کہ یہ تاویل بھی اسی طرح ہے۔ جس طرح ید کی تاویل قدرت سے ہے اور وجہ کی تاویل ذات سے کرتے ہیں کیونکہ انکا تعلق عالم ظاہر سے ہے اسرار کے ساتھ انکا کچھ واسطہ نہیں۔ ان اسرار کے مالک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ان رموز و اشارات سے انہی بزرگوں کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے۔ یا وہ لوگ جن کو وراثت و تبعیت کے طور پر اس دولت سے مشرف فرمائیں۔

متابعت کا یہ درجہ جو نفس کے اطمینان اور صاحبِ شریعت کی متابعت کی حقیقت تک پہنچنے پر موقوف ہے کبھی فنا و بقا اور سلوک و جذبہ کے وسیلہ کے بغیر حاصل ہوجاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ احوال و مواجید اور تجلیات و ظہورات میں سے کچھ بھی درمیان نہیں آتا۔ اور یہ دولت حاصل ہوجاتی ہے لیکن دوسرے راستہ کی نسبت ولایت کے راستہ سے اس دولت تک پہنچنا آسان اور اقرب ہے۔ اور وہ دوسرا راستہ اس فقیر کے خیال میں سنت سنیہ کی متابعت اور بدعت کے اسم و رسم سے اجتناب کرنا ہے جب تک بدعت حسنہ سے بدعت سیئہ کی طرح پرہیز نہ کریں تب تک اس دولت کی بو جان کے دماغ میں نہیں پہنچتی آج بات مشکل معلوم ہوتی ہے کیونکہ تمام جہان

Marfat.com

دریائے بدعت میں غرق ہے اور بدعت کے اندھیرے میں پھنسا ہوا ہے کس کی مجال ہے کہ بدعت کو دور کرنے کا دم مارے اور سنت کے زندہ کرنے کا دعویٰ کرے۔

اس زمانہ کے اکثر علماء بدعتوں کو رواج دیتے اور سنتوں کو محو کرتے ہیں شائع اور پھیلی ہوئی بدعتوں کو تعامل جان کر جواز بلکہ استحسان کا فتویٰ دیتے ہیں اور لوگوں کو بدعت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر گمراہی شائع ہو جائے اور باطل متعارف و مشہور ہو جائے۔ تعامل ہو جاتا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ یہ تعامل استحسان کی دلیل نہیں۔ تعامل جو معتبر ہے وہ وہ ہے جو صدر اول سے آیا ہے۔ یا تمام لوگوں کے اجماع سے حاصل ہوا ہے۔ جیسے کہ فتویٰ غیاثیہ میں مذکور ہے

شیخ الاسلام شہید رح فرماتے ہیں کہ ہم بلخ کے مشائخ کے استحسان پر فتوے نہیں دیتے۔ بلکہ ہم اپنے متقدمین اصحاب کے استحسان کے موافق فتویٰ دیتے ہیں۔ کیونکہ ایک شہر کا تعامل جواز پر دلالت نہیں کرتا بلکہ وہ تعامل جواز پہ دلالت کرتا ہے۔ جو صدر اول سے استمرار کے طور پر ہوتا چلا آیا ہے تاکہ نبیؐ کی تقریر پر دلیل ہو اور لوگوں کا فعل حجت نہیں ہو سکتا۔ ہاں جب تمام شہروں میں بہت لوگوں سے بطریق اجماع ثابت ہو تو اس وقت جائز ہوگا۔ کیونکہ اجماع حجت ہے۔ کیا نہیں جانتے کہ اگر وہ شراب کی بیع و سود پہ تعامل کریں تو اس کے حلال ہونے کا فتویٰ نہ دیا جائے گا اور اس بات میں کچھ شک نہیں کہ تمام مخلوقات کے تعامل اور شہروں اور قصبوں کے عمل کا علم انسان کی طاقت سے خارج ہے۔

باقی رہا تعامل صدر اول کا جو در حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر ہے سنت سنیہ کی طرف راجع ہے اس میں بدعت کہاں۔ اور بدعت حسنہ کجا۔ اصحاب کرامؓ

Marfat.com

کے لیے تمام کمالات کے حاصل ہونے میں حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کافی تھی اور علمار سلف میں سے جو لوگ اس رسوخ کی دولت سے مشرف ہوئے ہیں۔ بغیر اس بات کے کہ طریق صوفیہ کو اختیار کریں اور سلوک و جذبہ سے مسافت کو قطع کریں وہ لوگ سنت سنیہ کی متابعت اور بدعت نامرضیہ سے پورے طور پر بچنے کی بدولت اس رسوخ فی العلم کی دولت سے سرفراز ہوئے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی مُتَابَعَۃِ السُّنَّۃِ وَاجْنِبْنَا عَنْ اِرْتِکَابِ الْبِدْعَۃِ بِحُرْمَۃِ صَاحِبِ السُّنَّۃِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

(یا اللہ تو صاحب السنت صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل ہم کو سنت کی متابعت پہ ثابت قدم رکھ اور بدعت کے بجالانے سے بچا)

متابعت کا پانچواں درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِن کمالات کا اتباع ہے۔ جن کے حاصل ہونے میں علم و عمل کا دخل نہیں بلکہ اُن کا حاصل ہونا اللہ تعالے کے نہایت فضل و کرم پر موقوف ہے۔ یہ درجہ نہایت ہی بلند ہے۔ اس درجہ کے مقابلہ میں پہلے درجوں کی کچھ حقیقت نہیں۔ یہ کمالات اصل میں اولوالعزم پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہیں یا ان لوگوں کے ساتھ جن کو تبعیت و وراثت کے طور پر اس دولت سے مشرف فرمائیں۔

متابعت کا چھٹا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کمالات کا اتباع ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محبوبیت کے ساتھ مخصوص ہیں جس طرح پانچویں درجہ میں کمالات کا فیضان محض فضل و احسان پر تھا۔ اس چھٹے درجہ میں ان کمالات کا

Marfat.com

فیضان محض محبت پر موقوف ہے۔ جو تفضیل و احسان سے برتر ہے متابعت کا یہ درجہ بھی بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے پہلے درجہ کے سوا متابعت کے یہ پانچ درجے مقاماتِ عروج کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان کا حاصل ہونا صعود پر وابستہ ہے۔

متابعت کا ساتواں درجہ وہ ہے جو نزول و ہبوط سے تعلق رکھتا ہے۔ متابعت کا یہ ساتواں درجہ پہلے تمام درجات کا جامع ہے۔ کیونکہ اس مقامِ نزول میں تصدیق قلبی بھی ہے۔ تمکین قلبی بھی ہے اور نفس کا اطمینان بھی اور اجزاءِ قالب کا اعتدال بھی جو طغیان و سرکشی سے باز آ گئے ہوتے ہیں۔ پہلے درجے گویا اس متابعت کے اجزاء ہیں اور یہ درجہ اُن اجزا کا کل ہے۔ اس مقام میں تابع اپنے متبوع کے ساتھ اس قسم کی مشابہت پیدا کر لیتا ہے کہ تبعیت کا نام ہی درمیان سے اُٹھ جاتا ہے۔ اور تابع و متبوع کی تمیز دُور ہو جاتی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تابع متبوع کی طرح جو کچھ لیتا ہے اصل سے لیتا ہے گویا دونوں ایک چشمہ سے پانی پیتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے ہم آغوش ہم کنار اور ایک بستر پر ہیں اور شیر و شکر کی طرح ہیں۔ معلوم نہیں ہوتا کہ تابع کون ہے اور متبوع کون اور جمعیت کس کے لیے ہے نسبت کے اتحاد میں تغائر کی نسبت کی کچھ گنجائش نہیں۔

عجب معاملہ ہے اس مقام میں جہاں تک غور کی نظر سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ تبعیت کی نسبت کچھ نظر نہیں آتی اور تابعیت و متبوعیت کی امتیاز ہرگز مشہود نہیں ہوتی۔ البتہ اس قدر فرق ہے کہ اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیلی اور وارث جانتا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ تابع اور ہوتا ہے۔ اور طفیلی و وارث اور

Marfat.com

اگرچہ تبعیت کی قطار سب برابر ہیں۔ لیکن تابع ہیں بظاہر متبوع کا پردہ درکار ہے اور طفیلی و وارث میں کوئی پردہ درکار نہیں تابع پس خوردہ کھانے والا ہے۔ اور طفیلی ضمنی ہمنشیں۔ غرض جو دولت آتی ہے انبیاء کے واسطے سے آتی ہے اور یہ امتوں کی سعادت ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طفیل اس دولت سے حصہ پاتے ہیں اور اُن کا پس خوردہ تناول کرتے ہیں۔

درقافلہ کہ اوست دانم نرسم ✦ ایں بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم

جس قافلہ میں یار ہے جا سکتا نہیں میں
بس دُور سے آواز جرس سنتا ہوں یہیں میں

کامل تابعدار وہ شخص ہے۔ جو متابعت کے ان ساتوں درجوں سے آراستہ ہو اور وہ شخص جس میں متابعت کے بعض درجے ہیں اور بعض نہیں ہیں درجوں کے اختلاف کے موجب مجمل طور پر تابع ہے۔ علماء ظاہر پہلے درجہ پر ہی خوش ہیں۔ کاش! یہ لوگ درجہ اوّل کو ہی سرانجام کرلیں انہوں نے متابعت کو صورت شریعت پر موقوف رکھا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور امر خیال نہیں کرتے اور طریقہ صوفیا کو جو درجات متابعت حاصل ہونے کا واسطہ ہے۔ بیکار تصوّر کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر علماء ہدایہ اور بزدوی کے سوا کسی اور امر کو اپنا پیر و مقتدا نہیں جانتے ؎

چوآں کرمے کہ در سنگے نہاں است
زمین و آسمان او ہماں است!

ترجمہ بیت ؎

وہ کیڑا جو کہ پتھر میں نہاں ہے ✦ وہی اس کا زمین و آسمان ہے!!

Marfat.com

کتنی واضح چیز ہے۔ پھر بھی اگر کوئی طریقت کو شریعت سے جدا سمجھے یا ان میں تخالف و تضاد جانے تو وہ صریح غلطی پر ہے۔ حالانکہ کمالِ شریعت ہی کا نام طریقت ہے۔ اتباعِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب تک ظاہر تک محدود ہے اس کا نام شریعت ہے اور جب قلب و باطن بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت سے منور ہو جائے تو یہی طریقت ہے ایمانِ کامل کے بھی تو دو ہی حصے فرمائے گئے ہیں۔ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ زبانی اقرار پر شریعت مسلمان ہو جانے کا فتویٰ دے دیگی۔ لیکن طریقت اس وقت صحیح مانے گی جب تصدیق بالقلب ہو گی۔ یا یوں سمجھو کہ ایک شخص نے حسب قواعد کتب فقہ نماز پڑھ لی۔ شریعت کی رُو سے یہ نماز جائز ہو گی لیکن طریقت اسے ناکافی سمجھے گی۔ وہ اس پر اصرار کرے گی کہ جس طرح چہرہ کعبہ کیطرف متوجہ رہا۔ دل بھی ربِ کعبہ کی جانب متوجہ رہے۔ اور جس طرح جسم حالتِ نماز میں ظاہری نجاستوں سے پاک رہا۔ روح بھی باطنی آلائشوں پریشان خیالوں سے پاک رہے یہ شریعت کی مخالفت ہوئی یا منشائے شریعت کی عین تکمیل؟

حضرت اکبر الٰہ آبادی نے اس مقام پر اور اسی منزل کی توضیح اپنے مخصوص انداز میں کی ہے۔ فرمایا۔

سنو دو ہی لفظوں میں مجھ سے یہ راز	شریعت وضو ہے طریقت نماز
شریعت درِ محفلِ مصطفےٰ[۱]	طریقت عروجِ دلِ مصطفےٰ
عبادت سے عزت شریعت میں ہے	محبت کی لذت طریقت میں ہے
شریعت میں ہے صورتِ فتحِ بدر	طریقت میں ہے معنیٔ شقِ صدر
شریعت میں ہے قیل و قالِ حبیب	طریقت میں حسن و جمالِ حبیب[۲]

Marfat.com

بعنوت کے اندر ہیں دونوں ہی رنگ
عبث ہے یہ صوفی وملّا کی جنگ

کہا جاتا ہے کہ قرآن وحدیث کا علم اور اس پر عمل حسبِ استطاعت ہونے کے بعد یہ کیا ضروری ہے کہ رسمی طور پر کسی کی بیعت کی جائے۔ سارا مغالطہ اس کو رسم سمجھنے میں ہے۔ رسمی تو کسی شے کی بھی ضرورت نہیں نہ رسمی اسلام، نہ رسمی اتباع، نہ رسمی تمسک بالکتاب والسنۃ کی۔ لیکن حقیقی اسلام، حقیقی ایمان اور حقیقی تمسک بالکتاب والسنۃ بغیر کسی زندہ شخصیت کے کیونکر ممکن ہے؟ اور اس زندہ شخصیت کا اصطلاحی نام "پیر" ہے "مرشد" ہے صاحبِ بیعت وارشاد ہے۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمان ذوالنورینؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ حضرت امام حسنؓ حضرت امام حسینؓ سے بہتر فطری صلاحیت واستعداد کس میں موجود ہو سکتی ہے۔ پھر جب ان کے لیے ایک زندہ شخصیت (صلے اللہ علیہ وسلم) کا اتباع ضروری رہا تو کسی اور کو کب چھٹکارا ہو سکتا ہے۔ حضرات آئمہ شریعت وآئمہ طریقت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے بہتر فطری صلاحیت کس میں تھی۔ جو کہ سب مادرزاد اولیاء تھے۔ جن کی کرامات شکمِ مادر ہی میں ظاہر ہونے لگیں۔ ان میں سے ہر ایک میدانِ علم کا یکّہ وتنہا تھا۔ لیکن پھر بھی انہیں کسی نہ کسی زندہ شخصیت کے توسّل وتوسط کی ضرورت پڑی۔ حتیٰ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے جب کہ آپ کو امام جعفر صادقؓ کے دستِ حق پرست پر بیعت کئے دو سال گزرے۔ کسی نے پوچھا "حضور کا سنِ شریف کیا ہے"؟ تو آپ نے فرمایا "دو سال" عرض کی "حضور مجھ سے استہزاء فرماتے ہیں؟" فرمایا "میں جاہل نہیں کہ ٹھٹھا کروں بلکہ میں عمر اسی دن سے شمار کرتا ہوں جس دن سے

Marfat.com

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے" بلکہ آپ نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ "لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَان۔" اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان بن ثابتؒ ہلاک ہو جاتے۔

غور کا مقام ہے کہ امام آئمہ شریعت کیا فرما رہے ہیں۔ بلکہ ایک دوسری جگہ آپ اپنی ایک رباعی میں صالحین کی محبت کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِي لَهْوٍ وَلَعِبٍ ۔۔۔ فَآوُهَا ثُمَّ آوُهَا ثُمَّ آوُهَا

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ ۔۔۔ لَعَلَّ اللهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

ترجمہ۔ میں نے کھیل کود میں اپنی عمر صرف کر دی۔ پس افسوس، پھر افسوس، پھر افسوس ہے۔ میں صالحین کو دوست رکھتا ہوں اور میں ان سے نہیں ہوں ممکن ہے مجھے بھی اللہ تعالےٰ صالح بنا دے۔

اللہ اللہ عقل و فکر کے گم ہو جانے کا مقام ہے۔ وہ امام ہمام جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنے دین کی فقہ و اشاعت کے لیے خاص فرمائیں۔ اور جن کے تقویٰ کا یہ عالم کہ بغداد شریف میں ایک بکری کا چوری ہو جانا سن کر کئی سال گوشت کھانا ہی ترک کر دیں۔ وہ اپنے اندر کتنی فروتنی اور شانِ کسر نفسی رکھتے ہیں اور آج ہماری لاف زنیوں کا کیا حال ہے اور پھر صالحین کی محبت ان کے نزدیک کتنی پیاری چیز ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ۔ فقراء کی محبت جنت کی کنجی ہے۔ جس کا ترجمہ حضرت مولانا فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کیا ہے۔

حُبِّ درویشاں کلیدِ جنت است
دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

Marfat.com

مادی علوم میں آج کون سا علم اور دستکاری کے پیشوں میں آج کون سا پیشہ ہے۔ جس میں استاد کی مدد لازمی نہیں؟ پھر روحانیت کا علم جو ان تمام علوم سے زیادہ لطیف، تزکیہ نفس کا فن جو ان تمام فنون سے زیادہ لطیف و نازک ہے۔ کیونکر ممکن ہے کہ اس میں استاد کی ضرورت نہ پڑے۔ اس سفر میں تو قدم قدم پر رہنما کی احتیاج ہے۔ ایسی رہنما اور ایسے استاد کا اصطلاحی نام "پیر و مرشد" ہے۔ کہا جاتا ہے کہ علماء کے ہوتے ہوئے پیروں کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن یہ علماء کرام اور مشائخین کی موجودہ تفریق تو ہماری آپ کی قائم کردہ ہے۔ اسلام اس کا کب ذمہ دار ہے؟ اسلام تو صادقین، متقین، مومنین، صالحین، محسنین کی جماعت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس میں تفریق کا گزر ہی نہیں۔ وہ ہستیاں تو علم و عمل، قول و فعل، قال و حال، فقہ و فقر کی جامع ہوتی ہیں۔ کسی پر کوئی رنگ غالب رہا کسی پر کوئی، ورنہ موجود دونوں رہے۔ مثلاً حضرت امام ابو حنیفہ قدس سرہ اور سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ ایک ہی مکتب اور ایک ہی استاد یعنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فیض یافتہ تھے لیکن اللہ عزوجل نے امام ہمام ابو حنیفہؒ کو شریعت و قال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چن لیا۔ اور حضرت بایزید بسطامیؒ کو طریقت و حال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چن لیا۔ ورنہ ہر دو ہستیاں دونوں پہلوؤں میں جامع تھیں۔

حدیث کی جن کتابوں کو ہم سرچشمۂ تقدیس سمجھ رہے ہیں۔ اُن کے نقوش و حروف ان کے کاغذ کی سفیدی اور الفاظ کی سیاہی میں کیا ہے۔ وہ تو ہماری آپ کی لکھی چھپی ہوئی ہیں۔ ان میں جو کچھ تقدس و بزرگی ہے۔ وہ ساری کی ساری اسی بنا پر تو ہے کہ ان کے اندر کسی زندہ شخصیت کی روح کسی حد تک محفوظ ہے یہ روح مردہ کاغذ کے

Marfat.com

مُردہ طوماروں میں تو محفوظ ہو جائے اور زندہ انسان کے زندہ قلب میں محفوظ نہ ہو سکے۔ یہ رُوح المارلیوں کے سفینوں میں تو منتقل ہو جائے اور پاکبازوں اور پاکوں کے سینوں کو منوّر نہ کر سکے۔

شیخ و مُرشد کوئی خود رو یا خود رائے ہستی نہیں ہوتی۔ بلکہ جس طرح آپ قرآن کی ساری عبارت کو محض سندِ متصل کی بنا پر کلامِ الٰہی مانتے چلے آتے ہیں جس طرح آپ بخاری شریف کی کسی روایت کو محض اس لیے کلامِ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تسلیم کر لیتے ہیں کہ وہ معتبر سندِ مسلسل کے ساتھ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہوئی ہے۔ ٹھیک اسی طرح شیخ و مرشد کا دل بھی ایسے ہی مضبُوط واسطوں کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر سے ملا ہُوا ہے اس کا رابطہ رُوحانی بھی ایسے ہی زنجیر کی مضبُوط کڑیوں کے ساتھ تقدیس و روحانیت کے سرچشمہ سے جڑا ہُوا ہے۔

جس طرح حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اللہ تعالیٰ اُن کی تربتوں کو ٹھنڈا رکھے) "آثار" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور "اخبار" رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے ضخیم دفتروں میں ضبط و فراہم کرتے رہے۔ اسی طرح حضرت حسن بصری حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہما "اسرار" رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور "انوار" رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے سینوں کو منوّر فرماتے رہے۔ اُدھر رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قال ایک سفینے سے دوسرے سفینے میں منتقل ہوتا رہا۔ اِدھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حال ایک سینے سے دوسرے سینے کو طُورِ سینا بناتا رہا۔ دونوں شعبوں کی متوازی جامعیت عہدِ صحابہ رضوان اللہ علیہم میں بھی صرف تھوڑے سے خوش نصیبوں کے حصّے میں آئی۔ پھر آج چودھویں صدی میں اس پر کیوں اصرار ہے۔

Marfat.com

تاہم زمانہ یکسر خالی نہیں۔

کلامِ مجید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تو کلام نہیں۔ اللہ ہی کا کلام ہے اور بندوں کی ہدایت ہی کے لیے نازل ہوا ہے۔ یہ بھی ہم سب کا ایمان ہے اور خود قرآن بار بار اس کا دعویٰ کرتا ہے کہ اس میں ساری ضروری ہدایات تفصیل و شرح سے موجود ہیں باایں ہمہ یہ نہ ہوا کہ قرآن براہِ راست تمام بندوں کے پاس پہنچ جاتا۔ مومنین و منکرین اسے آسمان سے اترتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ کسی اونچے پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا مل جاتا۔ یا ایک روز جب صبح ہوتی۔ اس کا ایک ایک نسخہ لکھا ہوا ہر ایک کے سرہانے موجود ہوتا۔ اس طرح کی تو کوئی چیز بھی نہ ہوئی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بالکل برعکس یہ طریقہ اختیار کیا کہ ایک انتہائی پسماندہ قوم کے درمیان ایک پاک و برگزیدہ ہستی پیدا کی۔ چالیس برس کی عمر تک اس شخصیت کو اس قوم کے درمیان ہر قسم کے سابقہ کے ساتھ رکھا۔ اور اس کی سیرت کے ایک ایک جزئیہ کی جانچ اور پرکھ کا پورا موقع دیا۔ جب یہ سب مراتب طے ہو چکے اُس وقت کہیں جاکر پیام کا نزول شروع فرمایا۔ لیکن اس وقت بھی پیام کے پیش کرانے سے قبل "پیامبر" ہی کی شخصیت کو پیش کرایا گیا۔ اور جب قوم اس کے صادق اور امین ہونے کا اقرار کر چکی۔ تب اس سچے کی زبان سے سچی باتیں کہلوائی جانی شروع ہوئیں۔ اس پر بھی سارے کے سارے پیام کو یک بیک اور دفعتہً پیش نہیں کیا گیا بلکہ "پیمبر" کی شخصیت پر مختلف اور متعدد دور طاری کر کے ۲۲، ۲۳ سال کی طویل مدت میں بہت ہی تدریج کے ساتھ اس پیام کو پہنچایا گیا۔ پس فطری اور ربانی طریقہ تو یہی ہے کہ پہلے "پیامبر" پھر "پیام" پہلے "طبیب" پھر "نسخہ" پہلے "ہادی" پھر "ہدایت" اب اگر ہم اس ترتیب کو اُلٹ دینا چاہیں۔ اگر ہادی کی ذات سے

Marfat.com

بے نیاز ہو کر ہدایت تک اور شخصیتوں سے قطع نظر کر کے محض اصول و مسائل تک پہنچ جانا چاہیں تو یہ ترتیب ربانی سے جنگ کرنا ٹھہری۔

یہ نہ خیال گزرے کہ طریق دعوت و ہدایات صرف وحی الٰہی کے ساتھ مخصوص تھا۔ بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعثت کے بعد اپنے قصد و ارادہ کے ساتھ یہی طریقہ اختیار فرمایا۔ آپؐ نے یہ نہ کیا کہ قرآن مجید کے نسخوں کی نقلیں کروا کر محض انہیں اطراف عالم میں بھیج دیا ہوتا یا اپنے اقوال و سنن کو ضبط تحریر میں لا کر ملک میں ان کے نسخوں کی اشاعت کر دی جاتی۔ بلکہ آپؐ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت پیدا کی۔ اشخاص پیدا کئے۔ جو اپنی زندگیوں میں آپ کی تعلیم اور آپ کے عمل کے عملی نسخہ تھے۔ اور دین کی روشنی آپ نے ان زندہ مشعلوں سے پھیلائی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی نہ کیا کہ کسی گوشہ میں تشریف فرما ہو کر سکون و خاموشی کے ساتھ قلم و کاغذ لے کر تصنیف و تالیف میں مشغول ہو جاتے اور حسن عمل اور حسنِ اخلاق پر مقالات تیار فرمانے لگتے۔ بلکہ آپؐ نے اپنی نورانیت سے قلوب کو منور فرمانا شروع کیا۔ اور اپنی پاکیزگی کے عکس سے یعنی توجہ پاک سے دوسروں کے سینوں کو پاک بنایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ اپنی تصنیفات چھوڑیں؟ ہاں بے شبہ چھوڑیں لیکن وہ کاغذ کے طومار اور سیاہی کے ڈھیر نہیں بلکہ وہ گوشت و پوست کے بنے ہوئے جسم اور تقویٰ و طہارت میں ڈھلی ہوئی روحیں تھیں۔ ان تصانیف کا شمار ہزارہا تک پہنچتا ہے۔ جن میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت عثمان ذوالنورین رضوان اللہ علیہم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مشہور ترین تصانیف ہیں۔

Marfat.com

پھر یہ حضرات بھی کتابی تصنیف و تالیف پر ایک لمحہ کے لیے بھی متوجہ نہ ہوئے انہوں نے بھی زندہ ہستیوں کو اپنے ہنر نے پر ڈھالنا شروع کیا۔ اور اپنے شاگردوں کے جسموں میں اپنی روحیں پھونکنے کا عمل جاری رکھا۔ صحابہؓ۔ تابعینؒ اور تبع تابعینؒ یہ سب کون تھے؟ شاگردوں کی جماعت مریدوں کی جماعت۔ بیعت کرنے والوں کی جماعت اور ارادت رکھنے والوں کی جماعت ہی تو تھی۔

مریدی کا اصلی راز پیر کی صحبت میں ہے۔ چنانچہ لفظ "صحابی" بھی صحبت کی اہمیت کو ہی واضح کر رہا ہے اور پیر کے مفہوم کی جانب ابھی اشارہ ہو چکا ہے یعنی وہ شخص جس کے نفس کا تزکیہ اس حد تک ہو چکا ہے کہ وہ اپنی رفاقتِ قلبی سے دوسرے کے نفس کا بھی تزکیہ کر دے وہ کامل جو دوسروں کو بھی کامل بنا سکے۔ وہ مصلح جس کی صحبت و ہمنشینی دوسرے کی فطری صلاحیتوں کو ابھار دے وہ زندہ و منور دل جو دوسرے کے دلوں کو زندہ و منور فرما دے اور مرید ہونے کے معنی اس سے کچھ زائد نہیں کہ جس کے پاک و صالح ہونے پر بھروسہ ہو۔ جس کے تزکیہ نفس پر اعتماد ہو۔ یا اصطلاح صوفیہ میں جس سے "قلب کو ارادت" ہو اس کی خدمت میں اطاعت و نیازمندی سے حضوری رکھی جائے اور یہ مریدی قرآن مجید کے حکم وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ہ کی عین تکمیل ہے۔ پوری آیت کے الفاظ یہ ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ہ

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ پرہیزگاری اختیار کرو اور صادقین کی معیت حاصل کرو۔

گویا محض اقرارِ ایمان کافی نہیں۔ ایمان والوں سے تو خطاب ہے ایمان تو پہلے

Marfat.com

ہی قائم ہو چکا۔ اب اس کے بعد حکم ہوتا ہے۔ اللہ سے تقویٰ اختیار کرو۔ (تقویٰ میں سب نیک اعمال آجاتے ہیں۔ یہ سارے اعمال بھی کافی نہیں) دوسرا حکم ہوتا ہے۔ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ۔

صادقین کی معیت اختیار کرو۔ راست بازوں کی صحبت میں رہو۔ پاکبازوں کی پیروی کرتے رہو اور یہی مریدی ہے۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی کُلِّ صَنْعَةٍ بِصَالِحِ اَھْلِھَا۔ یعنی ہر ایک صنعت میں اس کے مشاق کاریگر سے مدد حاصل کرو۔ نیز فرمایا۔ مَنِ اسْتَغْنٰی بِرَاْیِہٖ ضَلَّ جو اپنی رائے کے ساتھ بے پرواہ ہوا گمراہ ہوا۔

بزرگانِ دین نے تو یہاں تک فرمایا ہے۔ مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَہٗ شَیْخٌ فَاِبْلِیْسُ شَیْخُہٗ جس کا مرشد نہیں تو شیطان اس کا مرشد ہے۔



Marfat.com

تصوف اور مرتبہ احسان

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ صَدَقْتَ۔ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ (رواہ مسلم)

فرمایا حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ اس وقت کہ تھے ہم نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک روز۔ ناگاہ ظاہر ہوا اوپر ہمارے ایک شخص نہایت سفید کپڑے بہت سیاہ تھے بال۔ نہیں معلوم ہوتا تھا اس پر نشان سفر کا اور نہیں پہچانتا تھا۔ اس کو ہم میں سے کوئی کہ بیٹھا وہ روبرو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس لگا

Marfat.com

دیئے دونوں زانو اپنے طرف دونوں زانو حضورؐ کے اور رکھے دونوں ہاتھ اپنے اُوپر اپنے زانو کے اور عرض کی یا محمدؐ خبر دو مجھ کو اسلام سے۔ فرمایا حضورؐ نے اسلام یہ ہے۔ کہ تو گواہی دے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور بے شک محمدؐ رسول ہیں اللہ کے۔ اور قائم کرے نماز کو اور دے زکوٰۃ اور روزے رکھے تو رمضان کے اور حج کرے بیت اللہ شریف کا اگر طاقت رکھے تو طرف اس کے راہ کی۔ کہا اس نے سچ فرمایا آپ نے۔ پس تعجب کیا ہم نے اس واسطے کہ پوچھتا ہے آپ سے۔ اور پھر تصدیق کرتا ہے۔ پھر کہا خبر دو مجھ کو ایمان کے متعلق۔ فرمایا یہ کہ تو ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اس کے فرشتوں کے اور اس کی کتابوں کے۔ اور اس کے رسولوں کے اور دن آخرت کے اور تو ایمان لائے ساتھ تقدیر کے بھلائی اس کی کے۔ اور برائی اس کی کے، کہا سچ فرمایا آپ نے" کہا خبر دو مجھ کو احسان کے متعلق فرمایا یہ ہے۔ کہ تو عبادت کرے اللہ کی گویا کہ تو دیکھ رہا ہے اس کو۔ پس اگر نہیں دیکھ سکتا تو اس کو۔ پس تحقیق وہ دیکھتا ہے تجھ کو

پوری حدیث مقدسہ کی عبارت طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ اسلام چند ایک عمال کے مجموعہ کو فرمایا گیا ہے۔ اور ایمان چند ایک عقائد کو فرمایا گیا۔ عقیدہ و عمل دونوں کے بعد ایک تیسری منزل ان سے بلند تر احسان کی آتی ہے جس کا تعلق صرف جاننے اور ماننے اور کرنے سے نہیں۔ بلکہ مشاہدہ رؤیت سے ہے۔ اور یہی منزل سلوک و طریقت کی ہے اسی لیے عارف کامل فاضل بے بدل حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل تصوف کی بجائے "اہل احسان" ہی کی اصطلاح آیۃ قرآنی وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ سے اخذ کر کے اختیار فرمائی ہے

اصل سوال تو یہ ہے کہ ایمان کے اجزاء اور اسلام کے ارکان تو کتابوں سے

Marfat.com

بے شک دریافت ہو جاتے ہیں لیکن ہر عمل کے پیچھے روحِ عمل کار فرما ہوتی ہے
وہ محض کتابی واسطوں اور نوشتوں سے حاصل ہونا مشکل ہے۔ قلب کو مرتبۂ احسان
تک پہنچانا، باطن کا تزکیہ نفس کا جلا، اخلاق کی پاکیزگی، عادت و خصلت میں ایثار،
یہ سب بغیر ایک زندہ معلم کی وساطت کے کیونکر ممکن ہے۔ جو قانون اور ضابطے
کتابوں میں درج ہو سکتے تھے۔ وہ درج کر دیئے گئے۔ لیکن جو کیفیات ایک
قلب سے دوسرے قلب میں منتقل ہونے والی تھیں، وہ کاغذوں پر کس طرح آ
سکتی تھیں۔ اسی واسطے حضورؐ پر نورؐ سرورِ کون و مکان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
تھا۔ مَا صَبَّ اللّٰهُ شَيْئًا فِي صَدْرِي اِلَّا صَبَبْتُهٗ فِي صَدْرِ اَبِي بَكْرٍؓ
کہ جو کچھ اللہ نے میرے سینہ میں ڈالا تھا وہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
تعالےٰ عنہ کے سینہ میں ڈال دیا۔ معلوم ہوا کوئی ایسی بات بھی ہے جو سینہ سے سینہ میں ڈالی جاتی ہے۔

اب بیعت کے بارے میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشہور و معروف رسالہ "القول الجمیل" کی عبارت کے
ترجمہ کو بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے زیادہ واضح و مدلل عبارت میری نظر سے
نہ گزری تھی۔

فرمایا۔ "احادیث مقدسہ سے بیعت کا مسنون ہونا ثابت ہے اگرچہ زمانہ رسالت
صلے اللہ علیہ وسلم میں بیعت کتنے ہی امور کے واسطے تھی اور اب ایک مقصد میں
منحصر ہے۔ لیکن یہ امر اصل غرض کو مضر نہیں فرمایا اللہ تعالےٰ نے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ
اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا

Marfat.com

عٰهَدَ عَلَيۡهُ اللّٰهَ فَسَيُؤۡتِيۡهِ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ؕ

ترجمہ:۔ تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں آپ سے (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) سوائے اس کے نہیں کہ وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ سو جو عہد شکنی کرتا ہے تو وہ اپنے نفس کی مضرت پر عہد شکنی کرتا ہے۔ اور جس نے پورا کیا اس کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا تو اس کو عنقریب اجرِ عظیم عنایت فرمائے گا۔

اور احادیث مشہورہ میں منقول ہوا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ لوگ بیعت کرتے تھے حضور علیہ السلام سے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہے اقامتِ ارکان یعنی صوم وصلوٰۃ۔ حج۔ زکوٰۃ پر اور گاہے ثبات اور قرار پر معرکۂ کفار میں چنانچہ بیعت الرضوان۔ اور کبھی سنتِ نبوی کے تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادت کے حریص اور شائق ہونے پر۔ چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی۔ انصار کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر۔ ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت لی۔ اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں گے۔ سو ان کا یہ حال تھا۔ کہ اگر کسی کا کوڑا گر جاتا تو گھوڑے سے اتر کر اس کو خود اٹھا لیتا تھا اور کسی سے کوڑا اٹھانے کا بھی سوال نہ کرتا۔ اور وہ جس میں شک وشبہ نہیں وہ یہ ہے کہ جب ثابت ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی فعل بطریق عبادت اور اہتمام کے نہ برسبیل عادت تو وہ فعل سنت دینی سے کم نہیں اور چونکہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال اہتمام تھا، تو بیعت کے مسنون ہونے میں اب کچھ شک وشبہ نہیں رہا یہ بیان کہ رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم خلیفۃ اللہ تھے۔ اس کی زمین میں اور عالم تھے اس کے جو اللہ تعالےٰ نے آپ پر قرآن و حکمت کو اتارا اور معلم تھے قرآن اور حدیث کے اور امت کے پاک کرنے والے تھے۔ سو جو فعل کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنا بر خلافت کے کیا۔ وہ خلفاء کے واسطے ہو گیا۔ اور جو فعل کہ بجہت تعلیم کتاب اور حکمت اور تزکیہ امت کے کیا وہ علمائے راسخین کے واسطے سنت ہوا۔ (ف) علمائے راسخین سے مراد وہ علما ہیں جو علم ظاہر و باطن کے جامع ہیں۔

حق تو یہ ہے۔ کہ بیعت چند قسم پر ہے۔ بعض بیعت خلافت کی اور بعض بیعت اسلام لانے کی۔ اور بعض بیعت تقویٰ کی رسی پکڑنے کی اور بعض بیعت ہجرت اور جہاد کی۔ اور بعض بیعت جہاد میں مضبوط رہنے کی۔ اور مسلمان ہونے کی بیعت خلفاء کے زمانہ میں متروک تھی۔ کہ داخل اسلام ہونا۔ اکثر بسبب شوکت اور تلوار کے تھا۔ نہ تالیفِ قلوب اور اظہار دلیلِ اسلام پر۔ اور نہ دخولِ اسلام اپنی خوشی اور رغبت پر تھا اور خلفائے راشدین کے سوا اور خلفاء کے وقت میں۔ چنانچہ خلفائے مروانیہ اور عباسیہ کے وقت میں۔ اسواسطے بیعتِ اسلام متروک تھی۔ کہ ان میں اکثر ظالم اور فاسق تھے۔ اقامتِ دین میں کوششِ بلیغ نہ کرتے تھے۔ اور اسی طرح تقویٰ کی رسّی تھامنے کی بیعت زمانۂ خلفاء میں متروک تھی۔ خلفاءِ راشدین کے زمانہ میں تو بسبب کثرت اصحاب کے متروک تھی جو نورانی ہو چکی تھی بسبب صحبت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور متادب ہو چکی تھی۔ آپ کے حضور میں تو ان کو کچھ حاجت نہ تھی خلفاء کی بیعت کی تصفیہ باطن کے واسطے اور خلفاء کے سوا۔ اور زمانہ میں بسبب خوف پھوٹ پڑنے کے اور اس خوف

Marfat.com

ہے کہ بیعت تقویٰ کرنے والوں کے ساتھ بیعت خلافت کا گمان کیا جائے تو
فساد اٹھے چنانچہ بیعت مذکور متروک تھی اور اس وقت میں اہل تصوف خرقہ دینے
کو قائم مقام بیعت کے کرتے تھے۔ پھر بعد مدت یہ رسم بیعت ملوک اور سلاطین
میں معدوم ہو گئی۔ تو حضرات صوفیہ نے فرصت کو غنیمت جان کر سنت کو چنگل
مارا۔ واللہ اعلم۔ (ف) حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ
نے فرمایا کہ صوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس سنت بیعت کے جاری کرنے میں
اس حدیث مرفوع کے مصداق ہیں کہ جو ارشادِ نبویؐ ہے کہ جو میری کسی سنت کو
زندہ کرے تو اس کو اس کا بھی اجر ملے گا اور ان لوگوں کا اجر بھی اس کو ملے گا جو
اس سنت پر چلیں (یا ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ مَنْ اَحییٰ
سنتی عند فساد امتی فلہٗ اجر مائۃ شہید۔ یعنی جس نے زندہ
کیا میری ایک سنت کو فسادِ امت کے زمانہ میں تو اس کو سو شہیدوں کا ثواب
ملے گا۔

اب مشائخین علیہم الرحمہ کے چند ایک حقوق و آداب بیان کئے جاتے ہیں۔

پیر کا مرتبہ و حق

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا: "جاننا چاہیئے
کہ پیر کے حقوق تمام حقداروں کے حقوق سے بڑھ کر ہیں۔ بلکہ حق سبحانہٗ کے
انعامات اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے بعد جو سب کے پیر
حقیقی ہیں دوسروں کے حقوق کو پیر کے حقوق سے کچھ نسبت نہیں ہے ولادت جسمانی

Marfat.com

ہر چند والدین سے ہے لیکن ولادتِ حقیقی و روحانی پیر سے مخصوص ہے۔ ولادتِ جسمانی کیلئے چند روزہ زندگی ہے اور ولادتِ رُوحانی کی زندگی ابدی ہے وہ پیر ہی کی ذات ہے جو مرید کی باطنی نجاستوں کو اپنے قلب و روح کی توجہ سے دُور کر کے اس کے باطن کو پاک و صاف کر دیتی ہے۔ بسا اوقات توجہ میں جو بعض مریدوں کی نسبت واقع ہوتی ہے محسوس ہوتا ہے کہ ان کی باطنی نجاستوں کے پاک کرنے میں صاحب توجہ کے باطن میں آلودگی آجاتی ہے اور کچھ دیر تک اس کو مکدر رکھتی ہے پیر ہی کے ذریعہ سے خدا تک پہنچ جاتے ہیں۔ جو تمام دینی اور دنیاوی سعادتوں سے اعلیٰ و افضل ہے۔ پیر ہی کے وسیلہ سے نفس امارہ جو بالذات خبیث ہے۔ پاک و صاف ہو کر اماری کو چھوڑ کر مقامِ اطمینان تک پہنچ جاتا ہے اور کفرِ طبعی کو چھوڑ کر اسلام حقیقی میں آجاتا ہے۔

"گر بگویم شرح ایں بے حد شود" اگر اس کی شرح کروں تو بے حد ہو جاوے پس اپنی سعادت کو پیر کے قبول میں اور اپنی شقاوت کو اس کے رد میں جاننا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ کی رضا پیر کی رضا میں پوشیدہ ہے۔ جب تک مرید اپنے آپ کو پیر کی رضامندی میں گم نہ کرے خدا تعالےٰ کی رضامندی تک نہیں پہنچتا مُرید کی آفت پیر کے آزار میں ہے۔ اور سب لغزشوں کا تدارک ممکن ہے لیکن پیر کے آزار کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا۔ پیر کا ستانا مرید کے لیے بدبختی کی جڑ ہے اور اس کا ثمرہ اور نتیجہ یہ ہے کہ اس کے اسلامی عقائد میں خلل اور احکامِ شرعی کے بجالانے میں فتور واقع ہو جاتا ہے۔ احوال و مواجید کی نسبت جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں کیا بیان کیا جاوے احوال کا اثر جو پیر کے آزار کے بعد

Marfat.com

باقی رہے اس کو بھی استدراج جاننا چاہیئے جس کا انجام خراب ہو کر سوائے ضرر کے اس کو کچھ نتیجہ نہ دے گا۔

نیز آپ نے فرمایا کہ مرید کا اعتقاد اپنے پیر کو افضل و اکمل جاننے میں اس محبت کے ثمرات اور نسبت کے نتائج میں سے ہے۔ جو افادہ اور استفادہ کا سبب ہے لیکن چاہیئے کہ پیر کو ان لوگوں پر فضیلت نہ دے۔ جن کی فضیلت شرع میں مقرر ہے کیونکہ یہ امر محبت میں افراط کا موجب ہے اور افراط مذموم ہے۔ شیعہ لوگ اہل بیت کی افراطِ محبت میں پڑ کر خراب و تباہ ہو گئے اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی افراطِ محبت کے باعث خسارت ابدی کے مستحق ہوئے۔ ؎

یہ نصاریٰ کا خدا اور وہ علی شیعوں کا!
لوگ کس ڈھنگ سے اچھوں کو برا کہتے ہیں

ہاں اگر ان کے سوا اور پر فضیلت دے تو جائز ہے۔ بلکہ طریقت میں واجب ہے (کہ اپنے شیخ کو تمام مشائخ سے افضل و اکمل جانے) اور یہ فضیلت دینا مرید کے اپنے اختیار میں نہیں ہے بلکہ مرید اگر صاحب استعداد ہو تو بے اختیار اس میں یہ اعتقاد پیدا ہو جاتا ہے اور اسی اعتقاد کے وسیلہ سے پیر کے کمالات کو حاصل کر لیتا ہے۔ اور اگر یہ فضیلت اپنے اختیار یا تکلف سے پیدا کرے تو جائز نہیں، اور نہ ہی اس سے کچھ نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔

نیز فرمایا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے کہ شیخ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہے اور اس کی متابعت اور حفظِ مراتب خدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عین متابعت ہے کیونکہ نائب کی تعظیم عین

Marfat.com

منیب کی تعظیم ہوتی ہے۔ اور سلوک طریق شیخ کی متابعت کے بغیر محال ہے۔ پس چاہیئے کہ تمام اطراف سے منہ پھیر کر اپنے پیر کی طرف متوجہ ہو اور پیر کے حضور میں بے اجازت نفل و اذکار میں مشغول نہ ہو اور اس کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو۔ بلکہ جب تک وہ امر نہ فرماویں۔ ذکر میں بھی مشغول نہ ہووے اور سوائے فرض و سنت کے اس کے حضور میں اور کچھ ادا نہ کرے۔"

آپ نے ایک اور جگہ فرمایا کہ زیادہ فائدہ صوفیوں کے طریق بلکہ مذہب اسلام میں اس آدمی کے لیے ہے۔ جس میں تقلید کی فطرت اور متابعت کی جبلت زیادہ ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں چونکہ متابعت کی فطرت زیادہ تھی۔ بے توقف تصدیق نبوت کی سعادت سے فیض یاب ہو گئے اور صدیقوں کے رئیس بن گئے اور ابوجہل میں چونکہ تقلید کی استعداد نہ تھی۔ راہِ سعادت کے واسطے مستعد نہ ہوا اور ملعونوں کا پیشوا بن گیا۔ مرید جو قدم پاتا ہے وہ پیر ہی کی تقلید سے پاتا ہے۔ پیر کی خطا مرید کے ثواب سے بہتر ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ تمام عمر پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سہو کی آرزو کرتے رہے۔

میں نے ایک عزیز سے سُنا ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ بعض دعائیں جو مشائخ سے منقول ہیں اور اتفاقاً مشائخ سے ان میں خطا ہو گئی اور ان کو اُلٹ پلٹ پڑھتے رہے اور ان کے تابعدار ان کو اسی طرح منحرف پڑھیں تو وہی تاثیر بخشتی ہیں اور اگر صحیح یا درست کر کے پڑھیں تو تاثیر سے خالی رہ جاتی ہیں۔ لیکن خبردار رہیں کہ ان دعاؤں سے مراد وہ دعائیں ہیں جو قرآن و حدیث کے علاوہ ہوں

Marfat.com

کیونکہ قرآن وحدیث کے الفاظ کو بدلنا گمراہی ہے۔

طالبانِ مولیٰ کیلئے ضروری آداب

واضح ہو کہ مرید اپنے شیخ کا جس قدر زیادہ ادب کرے گا۔ اتنی ہی محبت بڑھے گی اور جوں جوں محبت بڑھتی جائے گی۔ اتنا ہی جلدی اس کو کمال حاصل ہوگا۔ شریعت طریقت تصوف سب مجموعہ آداب ہیں۔ جب تک آداب کی رعایت نہ کی جائے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا بے ادب کسی مقام و درجہ کو نہیں پہنچتا بلکہ وہ رحمتِ الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

بے ادب خود را نہ تنہا خوار کرد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

اے دوست! خوب جان لے کہ ظاہر کا حسنِ ادب باطن کی آراستگی کی علامت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا۔ "لو خشع قلبہ لخشع جوارحہ" "اگر اس کا دل جھکتا تو اس کے اعضا بھی جھکتے۔" (یہاں سے ان لوگوں کی گمراہی ثابت ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ ہم صرف دل کی نماز پڑھتے ہیں۔ سبحان اللہ اگر ان کا دل نماز پڑھتا تو بدن بھی ضرور نماز کے لیے جھکتا)

نقل ہے کہ حضرت ابو حفص حدادؒ ایک دفعہ حج کو جا رہے تھے۔ جب بغداد میں پہنچے حضرت جنیدؒ نے استقبال کیا۔ حضرت ابو حفصؒ کے مرید آپ کے سامنے پاؤں کے بل کھڑے رہتے اور بہت اچھا ادب بجا لایا کرتے تھے۔

Marfat.com

حضرت جنیدؒ نے کہا آپؒ نے یاروں کو شاہی آداب سکھائے ہیں فرمایا کہ دوستوں کے ظاہری آداب کو نگاہ رکھنا حق تعالٰے کے باطنی آداب کو نگاہ رکھنے کی علامت ہے۔

نقل ہے کہ حضرت جنیدؒ نے ایک مرید کو شیخ ابو حفص حداد کی خدمت میں نہایت مودب دیکھ کر پوچھا کہ یہ جوان کب سے آپ کی خدمت میں ہے۔ فرمایا دس سال سے۔

کہا۔ کہ اس جوان میں بڑا ادب اور کمال شائستگی ہے۔

فرمایا۔ ہاں۔ اٹھارہ ہزار دینار اپنی گرہ سے اس نے ہماری ضروریات میں خرچ کئے ہیں۔ بلکہ اٹھارہ ہزار قرض ہے کہ ہم پر ایثار کئے ہیں اور ابھی تک اس کو یہ جرأت نہیں کہ ہم سے سوال کرے۔

حضرت محمد بن فضیلؒ فرماتے ہیں کہ بدبختی کی تین علامات ہیں۔ ایک یہ کہ اس کو صالحین کی صحبت نصیب ہو اور ان کی عزت و حرمت سے محروم رہے۔ دوسرے علم ہو اور عمل نہ ہو۔ تیسرے عمل ہو اور اخلاص نہ ہو۔

حضرت ابو عمر دغانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک حضرت جنیدؒ کے پاخانہ کو اپنے ہاتھ سے صاف کرتا رہا اور میں اس پر فخر کرتا ہوں۔

محبوب ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں کہ دولت و نعمت اگرچہ بظاہر کسی جگہ سے حاصل ہو اسے پیر ہی کے طفیل جاننے کہ وہ ہر صورت میں جامع ہے۔ اور جو تربیت ظہور میں آتی ہے وہ درحقیقت اسی سے ہے۔ یہ مقام طالبوں کے منازل سے ہے اس پر واقف ہونا چاہیے۔

Marfat.com

تاکہ دشمن موقع پاکر اس کو پراگندہ نہ کرے اور اس بات کو غور سے سنو کہ "ہر کہ یک جا است ہمہ جا است و ہر کہ ہمہ جا است ہیچ جا نیست"۔ یعنی جو ایک کا ہو جائے سب کا ہو جاتا ہے اور جو سب کا بننا چاہے وہ کسی کا بھی نہیں رہتا۔ اپنے پیر کا مقبول سب پیروں کے ہاں مقبول ہے اور اس کا مردود سب کے ہاں مردود۔"

بندہ نے اس معاملہ میں اکثر طالبوں کو غلطی کھاتے دیکھا ہے بعض وہ ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایک شیخ کو پیر گرداننے کے بعد یہ حرام ہے کہ کسی دوسرے شیخ کی مجلس میں جائے یا کسی کی تعظیم و توقیر کی جائے یا کسی اور کی کلام سنی جائے۔ حالانکہ یہ غلطی پر ہیں اور بعض ہیں کہ ایک شیخ سے بیعت تو کر لیتے ہیں لیکن اپنی خواہش و رضا سے جگہ جگہ گھومتے رہتے ہیں اور ہر جگہ سے اُمید وابستہ کیے ہوئے ہوتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ہمیں سب کی طرف سے فیض ہوگا اور یہ بھی صریحاً غلطی پر ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ان کی ہمت منتشر ہو جاتی ہے اور کسی جگہ سے بھی بامراد نہیں ہوتے

اے دوست! اکابر طریقت کا اس امر میں یہ ارشاد ہے کہ مرید کو لازم ہے کہ بیعت کرنے کے بعد اپنے شیخ کی طرف پوری ہمت سے متوجہ ہو اور اس کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرنے میں دن کو رات اور رات کو دن سے ملا دے۔ حتیٰ کہ اس کو شیخ سے وہ رابطہ محبت اور رجحان قلبی نصیب ہو جاوے جس کے غلبہ کے وقت اس کو معلوم ہونے لگے کہ میرے شیخ کے علاوہ اور کوئی شیخ دنیا میں موجود ہی نہیں اور یہی اس وقت نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

Marfat.com

اور مجھے ان کے سوا کسی اور سے ہرگز فائدہ نہیں ہو سکتا۔ جب یہ کیفیت اس پر وارد ہو جائے تب کہیں جا کر وہ اس قابل ہوتا ہے۔ کہ کسی دوسرے شیخ کی خدمت میں جا سکے کیونکہ وہ اپنا دل شیخ کو دیئے ہوئے ہوتا ہے۔ اور شیخ ہر وقت اس کی آنکھ کی پتلی میں ہوتا ہے۔ اب جہاں جائے گا اپنے ہی شیخ کے کمال کا مظاہرہ کرے گا۔ اور جہاں سے کچھ پائے گا اسے اپنے ہی پیر کی طرف سے جانیگا۔

اے عزیز! طریق تصوف میں یہ چیزیں نہایت ضروری سمجھی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے شیخ کو تمام مشائخ سے افضل و اکمل جانے اور دوسرے اس کے طریقہ کو تمام طریق سے اشرف واقرب جانے اور اس کی محبت دل پہ غالب رکھے اور جہاں کہیں سے بھی ظاہری و باطنی فائدہ حاصل ہو۔ اُسے اپنے شیخ کی طفیل جانے۔

تنبیہ: جو مرید کسی اور جگہ سے کچھ پائے اور اسے اپنے شیخ کیطرف اعتقاد نہ رکھے۔ تو خطرہ ہے کہ وہ فیض قبل موت اس سے سلب کر لیا جائے کیونکہ اس نے اپنے شیخ کے حقوق کو سلب کیا۔ عیاذاً باللہ۔

لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ مرید بد خلق ہو جائے۔ بلکہ اگر کوئی صاحب ارشاد اپنی مجلس میں مدعو فرما دیں یا باتفاق کسی حلقہ و مجلس میں جانے کا موقع ملے تو ہرگز انکار نہ کرے اور بڑی خندہ پیشانی سے حاضر ہو۔ اور شکریہ ادا کرے اور جو بات بھی اچھی دیکھے اس پر عمل کرے۔ لیکن کسی بات پر اعتراض نہ کرے اور کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور یہ آداب میں سے ہے کہ جب کسی حلقہ و مجلس

Marfat.com

میں حاضر ہو تو قبل اس کے کہ وہ صاحب مجلس کی طرف مخاطب ہو۔ یہ تصور کرے کہ میں اپنے شیخ و مرشد کی مجلس میں حاضر ہوں اور یہ انہیں کی مجلس ہے اور پھر صدر مجلس کی طرف پوری توجہ سے مخاطب[1] ہو۔ لیکن یہ اعتقاد بھی نہ رکھے کہ شیخ ہر آن حاضر و ناظر ہیں اور شیخ کی طرف فقط بوصف محبت و تعظیم مخاطب ہو۔ کیونکہ ہر آن حاضر و ناظر فقط اللہ عزوجل کی ذات ہے۔ البتہ خلاف شرع مجلس میں جانے سے انکار کر دے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

اے دوست! مرید کے لیے سب سے زیادہ نفع دینے والی اور فائدہ دینے والی شے اس کے شیخ و مرشد کی صحبت و دیدار ہے۔ پس جہاں تک ہو سکے اس کی صحبت سے دور نہ ہو اور صحبت کے آداب اچھی طرح بجا لائے جب شیخ و مرشد کے دیدار کا قصد کرے تو پہلے اپنے ارادے اور نیت کو درست کرے اور اچھے اعتقاد سے قدم اٹھائے اور حتی الامکان اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوا جائے اور پیر کے حضور میں بے وضو نہ جائے اور مجلس میں پہنچ کر یہ انتظار نہ کرے کہ میری تعظیم کے لیے کوئی کھڑا ہو یا میرے بیٹھنے کے لیے جگہ کشادہ کرے بلکہ فوراً تعظیم بجا لا کر بیٹھ جائے اور سوائے شیخ کے کسی کی طرف نہ دیکھے اور بغیر اجازت اپنی بات نہ کہے اور جو شیخ فرمادیں اس کو پوری توجہ و التفات اور دھیان سے سنے۔ اگرچہ طبیعت ساتھ نہ بھی دے تب بھی غور سے سنے اور کسی کلام پر شک و وہم نہ کرے اور اس کلام کے نور سے

---

[1] اور یہی حکم کسی مزار پر حاضری کا ہے۔

Marfat.com

اپنے دل کو منور کرے اور اگر کوئی بات ناموافق دیکھے تو اپنے چہرے کے اثرات یا حرکات و سکنات یا زبان سے ناگواری کا اظہار ہرگز نہ کرے کیونکہ بعض اوقات باتوں باتوں میں ہی مرید کا امتحان لیا جایا کرتا ہے۔ اور شیخ کے سجادہ پر پاؤں نہ رکھے۔ اور ایسی جگہ نہ بیٹھے جہاں سے اس کا سایہ شیخ پر یا شیخ کے کپڑوں پر پڑے۔ شیخ کے حضور میں دنیا کی تکالیف کی شکایات نہ کرے۔ ہاں اگر شیخ و مرشد خود دریافت حال فرمادیں تو اختصار سے اور شکرِ خداوندی بجا لاتے ہوئے عرض کر دے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ اس لیے کہ مرید اپنے آپ کو پریشان ظاہر کر کے پیر کو بھی پریشان کرتا ہے۔ کیونکہ اس کو مرید سے شفقت ہے اور لامحالہ مہربان کو اس کی اذیت سے رنج پہنچے گا۔

شیخ کے حضور میں اونچی آواز سے بات نہ کرے اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی تعظیم یا کسی سے کلام کرنے میں مشغول نہ ہو اور اِدھر اُدھر نہ جھانکے بلکہ خاموشی سے انتظار کی حالت میں دوزانو بیٹھے۔ لیکن ایسا بھی سرنگوں نہ ہو کہ شیخ کے اشاروں سے غافل رہے۔ بلکہ تعظیم و اشتیاق سے شیخ کے اشاروں اور ارشاد و فرمان کا منتظر رہے اور اگر کوئی حکم ہو تو فوراً تعمیل کے لیے اُٹھ کھڑا ہو کہ دوبارہ نہ کہنا پڑے۔ اور بڑی ہمت، تندہی اور خندہ پیشانی سے خدمت بجا لائے اور شیخ کے کسی فرمان کی تاویل ہرگز نہ کرے۔ بلکہ اس کے کلام سے واقفیت پیدا کرے۔

اے عزیز! طالب کو لازم ہے کہ شیخ کے حضور میں اپنے دل کو وساوس اور پراگندہ خیالات سے ایسے صاف رکھے گویا کہ شیخ اس کے حالات سے

Marfat.com

باخبر ہے۔ اور دل و زبان پر کوئی اعتراض نہ لائے اور اگر کوئی بات پوچھے یا خواب سنائے تو شیخ سے جواب و تعبیر پر اصرار نہ کرے۔ اگر جواب فرمادیں تو فبہا اور اگر سکوت فرمادیں تو وہی اپنے لیے بہتر جانے اور یہ نہ خیال کرے کہ پیرومرشد اس کے جواب سے عاجز ہیں۔ پیر کے حضور میں بے اجازت نفلی عبادت و اذکار میں مشغول نہ ہو بلکہ ذکر قلبی سے بھی حذر بہتر ہے۔ چہ جائیکہ زبانی ذکر کرے۔ پیر کے خانگی امور میں ہرگز دخل نہ دے اور کوئی رائے یا مشورہ پیش کرنے کی جرأت نہ کرے اور نہ ہی امور خانگی کی ٹوہ میں رہے۔ کیونکہ اس سے شیخ کی حرمت دل سے کم ہوتی ہے جو ہلاکت کا موجب ہے۔ بلکہ ان تمام احوال و علائق میں غور و فکر کرنے سے بچے۔ جن کا تعلق بشریت عامہ سے ہے شیخ کے گھر والوں کو اور خاص کر اولاد کو عزت کی نگاہ سے دیکھے۔ اور شیخ کے حضور میں کھلکھلا کر نہ ہنسے۔ یعنی قہقہہ نہ لگائے اور نہ ہی ایسی بات کہے جس سے شیخ کی سبکی ہو اور ان کو شرمندگی ہووے

طالب کو چاہیئے کہ ناجنس لوگوں کی صحبت سے بہت بچے اور خاص کر جو آدمی اس کے شیخ کا شکوہ و غیبت کرنے والا ہو۔ بلکہ اس کو جھڑک دے اور اپنے آپ کو اس کا دشمن ظاہر کرے خواہ وہ اس کا جائے ادب ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ شیخ کا ادب تمام آداب سے بالاتر ہے اکثر دیکھا گیا کہ مرید نے پیر کی غیبت ہوتے سنی اور وہ اس پر برانگیختہ نہ ہوا اور غیبت کنندہ کو نہ ڈانٹا تو اس کی نسبت ہی سلب کر لی جاتی ہے۔ عیاذاً باللہ

طالب کو چاہیے کہ اپنے شیخ کے حق میں اس بات کا معتقد ہو کہ

Marfat.com

عالم باللہ اور مخلوق کے لیے ناصح و مہربان ہے نہ یہ کہ اس کو بالکل معصوم جانے کیونکہ بالکل معصومیت تو فقط انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے۔ ہاں اولیاء اللہ (کبیرہ گناہوں سے) کسی حد تک محفوظ ہوتے ہیں۔

کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے ایمان یعنی ولایت عامہ زائل نہ ہونے پر تو جمہور اہل سنت و جماعت متفق ہیں اگرچہ بعض علماء نے گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر ایمان کی نفی کی ہے لیکن امام اعظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عین ارتکاب کے وقت ایمان خارج ہو جاتا ہے بعد میں ندامت سے پھر عود کر آتا ہے

لیکن ولایت خاصہ جو قرب الٰہی کا نام ہے کبیرہ گناہوں سے زائل ہونے پر سب متفق ہیں۔ اس میں ایک سر یہ ہے کہ ولی گناہ کبیرہ کو عزم و ارادہ سے نہیں کرتا بلکہ غلبہ ہوا سے سہواً ہو جانا ممکن ہے لیکن اس پر مصر ہونا ولایت کی نفی کرتا ہے۔ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

قرآن مجید میں ہے۔ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ یعنی اللہ کے ولی نہیں ہوتے مگر متقین یعنی غیر متقی سے ولایت کی نفی کی ہے۔

دوسری جگہ فرمایا۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ خبردار اللہ کے اولیاء کو کوئی خوف و غم نہیں وہ لوگ جو ایمان لائے اور متقی ہوئے۔

ولایت دراصل تقویٰ کا ہی دوسرا نام ہے جتنا تقویٰ ہوگا اتنی ہی ولایت ہوگی۔

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین قدس سرہ فرماتے ہیں کہ طریقت کی اکائی رست ہے

Marfat.com

بلیات سات قسم پر ہیں۔ اعراض[1]۔ حجاب[2]۔ تفاضل[3]۔ سلب[4] مزید۔ سلب[5] قدیم۔ تسلی[6]
عداوت[7]۔ مثلاً محب یعنی مرید سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جو محبوب یعنی شیخ کو ناپسند
مکروہ ہو اور شیخ مرید سے منہ پھیر لے یہ اعراض[1] ہے۔ اگر مرید اس فعل سے باز آ
جائے اور توبہ کرے اور عذر پیش کرے تو وہ اعراض اقبال سے بدل جاتا ہے اور
رشتۂ محبت قائم ہو جاتا ہے اور اگر مرید اسی طرح اپنے فعل پر اصرار کرتا رہے تو
حجاب[2] پیش آ جائے گا۔ اور وہ شیخ سے محجوب ہو جائے گا۔ اور اگر مرید اس سے
بھی پشیمان نہ ہوا۔ اور عذر خواہی نہ کی تو جدائی تک نوبت پہنچ جائے گی یعنی شیخ
مرید سے تفاضل[3] اختیار کرے گا۔ اگر مرید اس پر بھی متنبہ نہ ہوا تو سلب[4] مزید ہو جاتا
ہے یعنی نوافل و اذکار اور وظائف میں فتور پڑ جاتا ہے۔ اگر اس سے بھی باز نہ آئے
تو سلب[5] قدیم ظاہر ہو جاتا ہے۔ یعنی فرائض و واجبات میں سستی وارد ہوتی ہے اور
کمال بے ذوقی و خشکی طاری ہو جاتی ہے اگر اس پر بھی مرید توبہ نہ کرے تو تسلی[6] واقع
ہو جاتی ہے۔ یعنی فرائض و واجبات کے فوت ہو جانے پر اس کو کوئی غم یا ندامت
نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا دل شیخ کی جدائی پر آرام و قرار پکڑ جاتا ہے۔ اگر اسی طرح
غفلت و سستی میں پڑا رہے تو عداوت[7] پیدا ہو جاتی ہے اور دوستی کا معاملہ دشمنی
سے بدل جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ ہم اللہ تعالےٰ کی پناہ چاہتے ہیں
ان آفات سے۔

اے دوست! آئمہ طریقت کا فرمان ہے کہ مرید کو اپنے شیخ سے محبت و
الفت ایسی ہونی چاہیئے جیسے بیٹے کو باپ سے۔ اور خوف و ہیبت ایسی ہونی
چاہیے۔ جیسے غلام کو آقا سے اور خوب جان لے کہ شیخ اپنے طالبوں کا اس امر

Marfat.com

میں مختلف پیرایوں میں جائزہ لیتا رہتا ہے۔ لہٰذا ہوشیار رہنا چاہیئے اور شیخ کے اوقات کو بڑی بیداری سے مطالعہ کرتا ہے۔ محبت کے وقت خوف کا خوف کے وقت محبت کا اظہار نہ کرے اور ان دونوں میں سے جس چیز کی کمی پائے اس کو اپنے اندر پیدا کرتا رہے۔ اور مضمون اس کی طرف لوٹتا ہے۔

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ

اور اس بات سے بہت حذر کرے کہ تو شیخ سے بے تکلف ہمکلام اور مساویانہ لہجہ میں ہم سخن ہو۔ بلکہ شیخ کامل اکثر اسی طریقہ سے دریافت کر لیتے ہیں کہ طالب کے دل پر میری کتنی ہیبت طاری ہو چکی ہے۔

حکایت ہے کہ ایک مرید دروازہ سے لے کر شیخ کی قدمبوسی تک ستر سے آداب بجالایا۔ شیخ نے فرمایا "اے باادب و بے ادب!" دوستوں نے عرض کی۔ حضور یہ بے ادب کس طرح ہوا۔ فرمایا باادب اس لیے کہ تمام آداب بجالایا اور بے ادب اس لیے کہ اسے میری ہیبت مانع نہ ہوئی تاکہ ایک دو آداب تو ان میں سے میری ہیبت سے بھول جاتا۔ اس حکایت میں یہ لطیف رمز ہے کہ خالص محبت عقل پر قابو پالیتی ہے اور اسی لیے کمال غلبۂ محبت کو جنون کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تَنَبَّهْ مِنْهُ۔

طالب کو چاہیئے کہ شیخ کی تقسیم پر راضی رہے اور اس سے جھگڑا کرنے والا نہ ہو۔ یہ کہ فلاں کو کوئی عطیہ کیوں ملا۔ اور فلاں کو کیوں نہ ملا؟ اور کسی سے حسد نہ کرے کہ یہ فتنہ عظیم کی جڑ ہے۔

طالب کو لازم ہے کہ شیخ کی جانی ومالی خدمت میں دریغ نہ کرے کیونکہ

Marfat.com

یہ امر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کو جان و مال کے ساتھ بہ نسبت شیخ کے زیادہ محبت ہے۔ مضمون ادب ایک ایسا مضمون ہے کہ جس پر جتنی بھی عبارتیں لکھی جائیں کم ہیں۔ تاہم یہ گزارش کرتا ہوں کہ مرید کو اپنی سعادت کی علامت شیخ کی محبت سمجھنا چاہیئے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ مرید جس کو شیخ سے محبت غالب ہو لیکن نفلی عبادت کم کرتا ہو۔ بہت بہتر ہے اس مرید سے جو نفلیں بہت پڑھتا ہے۔ لیکن شیخ کی محبت اس میں کم ہو۔ حقیقت تو یوں ہے۔ محبت ہو گی تو ادب خود بخود آجائے گا اور اگر ادب کرے گا تو محبت خود بخود آجائے گی۔

مرید مبتدی کو جب تک طریقت میں استقامت حال نہ ہو جائے تب تک شیخ کی صحبت سے تنہائی اختیار نہ کرے۔ ورنہ شیطان اس کا ہم نشین ہو کر جلدی اس کو فتنہ میں ڈال دے گا۔ حضرت یحییٰ معاذ رازیؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ مرید پر کیا چیز بہت سخت ہے۔ فرمایا کہ ناجنس اور اغیار کی ہمنشینی۔ مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ مقبول مرید کی علامت یہ ہے کہ وہ ہرگز بیگانہ آدمی کے ساتھ صحبت نہیں رکھتا۔ اور اگر صحبت کا اتفاق ہو بھی جائے تو اس طرح بیٹھتا ہے جس طرح لڑکا مکتب میں اور قیدی قید خانہ میں۔

شیخ جلال فرماتے ہیں۔ مَنْ لَا اَدَبَ لَہٗ لَا شَرِیْعَتَ لَہٗ جس کو ادب نہیں اس کو شریعت کی بھی خبر نہیں۔

الوبکر کتانیؒ فرماتے ہیں۔ مَنْ لَمْ یَتَاَدَّبْ بِاُسْتَاذٍ فَھُوَ بَطَّالٌ جس نے کسی پیر طریقت سے ادب نہیں سیکھا وہ جھوٹا مکار ہے۔

Marfat.com

شیخ الشیوخ کا قول ہے۔ مَنۡ لَّا اَدَبَ لَہٗ لَا اِیۡمَانَ لَہٗ وَلَا تَوۡحِیۡدَ لَہٗ۔ جس کو ادب نہیں اُس کا ایمان و توحید کچھ نہیں۔

مُرید جب شیخ کی منزل یا گھر میں جاوے تو اپنے دل میں خیال کرے کہ وہیں اُس کی قبر ہے وہاں سے نکلنے کا ارادہ نہ کرے۔

رسالہ عزیب میں ہے کہ جو کام شیخ اپنے مُرید کو فرماتا ہے وہ ایک خلعتِ الٰہی ہوتی ہے جو اس کو دی جاتی ہے۔ اور جہاں جاتا ہے اُسی خلعت کی حمایت میں رہتا ہے اور پیر کا فرمان خدا ہی کا فرمان ہوتا ہے۔ مرید پر واجب ہے۔ کہ جو ظاہری و باطنی نعمت اس کو کسی اور جگہ سے حاصل ہو اس کو بھی اپنے پیر ہی کی طفیل جانے اور اپنے پیر کا شکریہ ادا کرے۔ مُرید کو چاہیئے کہ مال وجاہ کی محبت سے باہر آوے جن سے نکلنے کی زیادہ تاکید کی گئی ہے اور یہ اعتقاد کرے کہ اُس کے شیخ کا طریق سب طریقوں سے زیادہ افضل و اشرف ہے۔ ورنہ دوسرے طریقوں کا شوق پڑ جاوے گا۔ اور یہ بات اس کے حق میں اچھی نہیں ہے۔

مُرید کو چاہیئے کہ امانت دار ہو اور شیخ کے اسرار کو پوشیدہ رکھے اور بے اجازت ظاہر نہ کرے۔

نقل ہے کہ کسی مُرید نے امانت کا دعویٰ کیا اور اپنے شیخ سے اسرار طلب کئے لیکن شیخ نے اس کو امین نہ جانا۔ ایک دن اس کو آزمانا چاہا اپنے کسی مُرید کو گھر بلا کر چھپا رکھا۔ اور خفیہ طور پر ایک بکرا لا کر ذبح کیا۔ اور اُس کے خون سے اپنے آپ کو آلودہ کیا اور بکرے کو حجرہ کے اندر دفن کر دیا۔ اتنے میں وہ مدعی مرید بھی آحاضر ہوا۔ شیخ کو خون آلودہ دیکھ کر اس کا سبب پوچھا۔ شیخ

Marfat.com

نے کہا کہ فلاں مُرید پر مجھے غصہ آگیا تھا اُسے قتل کر کے اس جگہ دفن کر دیا ہے اس قتل کا معارضہ اس نے ہوائے نفس سے کیا تاکہ وہ جھوٹا نہ ہو۔ اور اس مدعی سے کہا کہ یہ بھید میرے اور تیرے درمیان امانت ہے کسی سے نہ کہنا۔ آخر اُس نے مقتول کے باپ سے یہ ماجرا بیان کیا۔ رفتہ رفتہ بادشاہ وقت تک نوبت پہنچی۔ تفتیش و تلاش شروع ہوئی حجرہ کھودا تو اُس سے مُردہ بکرے کی تلاش برآمد ہوئی وہ مدعی خجل و شرمندہ ہُوا۔ بھلا پھر ندامت سے کیا فائدہ۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصومؒ نے فرمایا کہ "ذکر بے رابطہ موصل نیست والبتہ رابطہ بے ذکر موصل است"

اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اس حد تک فرما دیا ہے کہ آزارِ شیخ کے بعد اگر مُرید میں کچھ اثر باقی ہے تو اسے بھی استدراج خیال کرنا چاہیئے کیونکہ وہ آخر ہلاکت کی طرف لے جائے گا۔

واضح ہو کہ جملہ مریدین پیرو مرشد کے لیے بمنزلہ اولاد کے ہوتے ہیں لہذا شیخ اس مرید پر کبھی خوش نہیں ہوگا جو اپنے پیر بھائیوں سے حسد رکھنے والا۔ ان کی غیبت کرنے والا اور ان کو حقارت کی نظر سے دیکھنے والا ہوگا۔ اس معاملہ میں بہت بیداری سے کام لینا چاہیئے اور کسی دوست کا گلہ و شکوہ شیخ سے نہیں کرنا چاہیئے۔ بہت ممکن ہے کہ جس دوست کا گلہ کیا جائے اس کی کوئی بات شیخ کو بہت پسند ہو۔

طالب کو چاہیئے کہ اپنے پیر بھائی کی ہر ممکن خدمت سے دریغ نہ کرے اور اگر اس میں کوئی عیب دیکھے تو اس کو حکمت اور بھلی نصیحت سے نیکی کی

Marfat.com

طرف راغب کرے اور ہمیشہ اس کے حق میں نیک گمان اور دعائے خیر میں یاد رکھے اور ہمیشہ اس کے ایمان اور اعتقاد کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتا رہے اور جو بھلی باتیں اسے اپنے شیخ سے پہنچی ہوں ان کو اپنے بھائیوں تک پہنچاتا رہے طالب کو چاہیئے کہ اپنے بھائیوں میں اتفاق و اتحاد قائم رکھنے کی کوشش کرے جس نے بھائیوں میں پھوٹ ڈالی اس نے اپنا ہی نقصان کیا اور شیخ کے آزار کو مفت میں مول لیا لازم ہے کہ اپنے مال و جان اور آبرو کو بھی قربان کر کے دوستوں کے اتحاد کو قائم رکھے اور تواضع کو کسی قیمت پر بھی ہاتھ سے جانے دے اور خیال کرے کہ جہاں مجھے پیر بھائیوں سے سینکڑوں فائدے ہیں وہاں اگر کوئی تکلیف بھی پہنچ گئی تو کیا مضائقہ ہے۔

لقمان حکیمؒ کا مالک انہیں ایک دن خربزہ کاٹ کر دے رہا تھا اور وہ کھا رہے تھے جب ایک کاش باقی رہ گئی تو مالک نے اسے منہ میں رکھا تو وہ اتنا کڑوا تھا کہ اس نے اگل دیا۔ حیران ہو کر کہا کہ لقمانؒ! تو نے سارا خربزہ کھا لیا اور بیا انہیں کہا کہ اتنا سخت کڑوا ہے۔ تو لقمانؒ نے کہا جس ہاتھ سے آج تک شیریں چیزیں کھاتا رہا ہوں۔ اس ہاتھ سے اگر آج کڑوی چیز ملی تو کیا حرج ہے دوستو! یہ برادری فی اللہ ہے جس کو ہر حال میں فانی رشتہ داریوں سے ترجیح دینی چاہیئے کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔

اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝

قیامت کے روز بڑے گہرے دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن ہو

Marfat.com

جائیں گے مگر وہ جو پرہیزگار ہیں۔

نیز حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے روز کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ ان کے چہرے پُرنور ہونگے اور نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور رشک کریں گے ان پر نبی اور شہید۔ پوچھا گیا وہ کون ہیں؟ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللہِ یعنی اللہ کے لئے محبت کرنیوالے۔ سو یہ فی اللہ محبت بڑی دولت ہے۔ اللہ سب کو نصیب کرے آمین۔ ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ٭ ہر کہ خود را دید او محروم شد
کم تر از کم شو اگر داری خبر ٭ این طریقہ کاملان است اے پسر



Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائلِ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ

اس بلند طریق کے سر حلقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰے عنہ ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام کے بعد تحقیقی طور پر تمام بنی آدم سے افضل ہیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کو وہ نسبتِ اخص الخاص حاصل ہے۔ جس سے آپ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ممتاز ہیں۔ چنانچہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا صَبَّ اللّٰہُ شَیْئًا فِیْ صَدْرِیْ اِلَّا صَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ رض

جو کچھ اللہ نے میرے سینے میں ڈالا تھا میں نے وہ سب کچھ حضرت ابوبکر رض کے سینے میں ڈال دیا ہے۔

نیز ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکر رض کے ایمان کو تمام اُمت کے ایمان سے وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکر رض کا پلہ بھاری ہو آپ کی رفعت شان کے متعلق کیا کہا جائے جبکہ حضرت عمر رض کی تمام نیکیاں آپ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ نیز ارشاد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے کہ میری اُمت پر سب سے زیادہ شفیق حضرت ابوبکر صدیق رض

Marfat.com

ہیں۔

سلسلہ عالیہ کی تعریف میں حضرت امام ربانی قیوم زمانی خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات سے اقتباس درج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نسبت شریفہ کا ظہور اتم آپ کی ذات پر ہوا ہے۔ اللہ اللہ اس سلسلہ عالیہ کی شرافت کے کیا کہنے جس کی ابتداء افضل البشر بعد الانبیاء سے ہے اور جس کے وسط میں قطب الاقطاب حضرت سید بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ اور حضرت امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی قدس سرہ ہیں۔ (جن کی ذات ستودہ صفات اس امت میں اولوالعزم مرسل کے قائم مقام ہے اور اسی سلسلہ کے آخری رکن حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے۔ جیسا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے مکتوبات شریف میں فرمایا ہے۔

"ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند"

اقتباس درج ہے

"اولیاء اللہ کے تمام سلسلوں کے درمیان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف منسوب ہے پس صحو (ہوشمندی بیداری) کی نسبت ان میں غالب ہو گی۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ کے کمالات ان پر ظاہر ہوں گے۔ ناچار ان کی نسبت تمام سلسلوں کی نسبت سے بڑھ کر ہو گی۔ دوسروں کو ان کے کمالات کا کیا پتہ اور ان کے معاملہ کی کیا خبر۔ میں نہیں کہتا کہ تمام مشائخ نقشبندیہ اس معاملہ میں برابر ہیں۔ ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ اگر ہزاروں میں سے ایک بھی

Marfat.com

اس صفت کا اہل نہ پائے تو غنیمت ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام جو ولایت کی اکملیت کے لیے مقرر ہیں ان کو یہ نسبت حاصل ہو گی اور اس سلسلہ کی تتمیم و تکمیل فرمائیں گے۔ کیونکہ تمام ولایتوں کی نسبت اس نسبتِ عالیہ سے نیچے ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ باقی سب ولایتوں کو مرتبۂ نبوت کے کمالات سے بہت کم حصہ حاصل ہے اور یہ ولایت حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف منسوب ہونے کے باعث ان کمالات سے وافر حصہ رکھتی ہے۔ جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے

"بہ بیں تفاوتِ راہ از کجا تا بکجا"

ترجمہ:- دیکھ دونوں میں کسقدر ہے فرق۔

مکتوب ۲۵۱۔ جلد اول

نیز فرمایا فقیر کے نزدیک اس طریق میں ایک قدم لگانا دوسرے طریقوں میں سات قدم لگنے سے بہتر ہے۔ وہ راستہ جو تبعیت اور وراثت کے طور پر کمالاتِ نبوت کی طرف کھولا جاتا ہے وہ اسی طریقہ عالیہ کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے طریقوں کی انتہا صرف کمالاتِ ولایت کی انتہا تک ہے۔ وہاں سے آگے کمالاتِ نبوت کی طرف کوئی راستہ نہیں کھلا۔ یہی وجہ ہے کہ اس فقیر نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے کہ ان بزرگواروں کا طریق اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریق ہے جس طرح صحابہ کرامؓ وراثت کے طور پر کمالاتِ نبوت سے حظِ وافر حاصل کر لیتے ہیں۔ اس طریق کے منتہی بھی تبعیت کے طور پر ان کمالات سے کامل حصہ پا لیتے ہیں۔ وہ مبتدی اور متوسط جنہوں نے اس طریق کو لازم

Marfat.com

پکڑا ہے اور اس طریق کے منتہیوں کے ساتھ کامل محبت رکھتے ہیں وہ بھی امیدوار ہیں۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اسی کے ساتھ ہے جس کی اس کو محبت ہے۔

(مکتوب ۲۰۱ جلد اوّل)

نیز فرمایا۔ جان لے کہ جو کچھ طالب کیلئے ضروری ہے اور اس کے ساتھ مکلف ہے وہ اوامر کا بجا لانا اور نواہی سے ہٹ جانا آیۃ کریمہ مَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (جو کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رُک جاؤ) اس مطلب پر شاہد ہے اور جب طالب اخلاص سے مامور ہے۔ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (خبردار دین خالص اللہ کے لیے ہے) اور جو بغیر فنا کے حاصل نہیں ہوتا اور محبت ذاتیہ کے سوا متصور نہیں۔ اس لیے طریق صوفیہ کا سلوک بھی جس سے فنا اور محبت ذاتیہ حاصل ہوتی ہے ضروری ہے تاکہ اخلاص کی حقیقت ہاتھ آئے اور چونکہ صوفیہ کے طریقے کمال و تکمیل کے مرتبوں میں اصالۃً متفاوت ہیں۔ اس لئے ایسے طریق کا اختیار کرنا جس میں سنت سنیہ کی متابعت زیادہ لازم اور احکام شرعیہ کے بجالانے کے زیادہ موافق ہو۔ بہت ہی بہتر اور مناسب ہے اور وہ طریقہ مشائخ نقشبندیہ قدس سرہم کا طریق ہے کیونکہ ان بزرگواروں نے اس طریق میں سنت کو لازم پکڑا اور بدعت سے اجتناب فرمایا ہے جہاں تک ہو سکے رخصت پر عمل کرنا پسند نہیں کرتے اگرچہ بظاہر اس کا نفع باطن میں معلوم کریں اور عزیمت پر عمل کرنا نہیں چھوڑتے اگرچہ بظاہر اس

Marfat.com

کو باطن میں مضر جانیں انہوں نے احوال و مواجید کو احکامِ شرعیہ کے تابع کیا ہے
اور ذوق و معارف کو علومِ دینیہ کے خادم جانتے ہیں۔ احکام شرعیہ کے قیمتی
موتیوں کو بچوں کی طرح وجد و حال کے جوز و مویز کے بدلے ہاتھ سے نہیں دیتے
اور صوفیہ کی بے فائدہ باتوں پر مغرور و مفتون نہیں ہوتے۔ نص کو چھوڑ کر فص کی
کی خواہش نہیں کرتے اور فتوحاتِ مدنیہ کو چھوڑ کر فتوحاتِ مکیہ کی طرف التفات
نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا حال دائمی اور ان کا وقت استمراری ہے۔
ماسوائے اللہ کے نقش ان کے باطن سے اس طرح محو ہو جاتے ہیں کہ اگر ماسوائے
اللہ کے حاضر کرنے میں ہزار سال تک توقف کریں تو بھی میسر نہ ہو۔ اور وہ تجلی
ذاتی جو دوسروں کے لیے برق کی طرح ہے ان بزرگواروں کے لیے دائمی ہے
اور وہ حضور جس کے پیچھے غیبت ہو ان عزیزوں کے نزدیک اعتبار سے ساقط
ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ
اللّٰهِ (وہ ایسے بہادر ہیں کہ تجارت اور خرید و فروخت ان کو ذکر اللہ سے غافل
نہیں کرتی) ان کے حال کا بیان ہے۔

اس کے علاوہ ان کا طریق سب طریقوں سے اقرب اور البتہ موصل ہے
اور دوسروں کی نہایت ان کی بدایت میں درج ہے اور ان کی نسبت جو حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے تمام مشائخ کی نسبتوں سے
بڑھ کر ہے لیکن ہر کسی کا فہم ان بزرگوں کے مذاق تک نہیں پہنچتا۔ بلکہ ممکن ہے
کہ طریقہ علیہ کے کم ہمت لوگ بھی ان کے بعض کمالات سے انکار کریں۔

Marfat.com

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن و قصور
حاشا للّٰہ کہ برآرم بزبان این گلہ را

ترجمہ :۔ گر کوئی قاصر لگائے طعن اُن کے حال پر
توبہ توبہ گر زبان پر لاؤں میں اس کا گلہ

شاعر عرب فرماتا ہے ؎

اُولٰئِكَ اٰبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ
اِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَجَامِعُ

ترجمہ :۔ ایسے ایسے باپ دادا ہیں ہمارے لائے جریر!
کہ بیان مجلس میں تو بھی باپ داداؤں کی صفت

حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ اس سلسلۂ عالیہ کے مشائخ قدس سرہم زرّاق اور رقاص (فریب کرنے والے اور رقص کرنے والے) کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتے ان کا کارخانہ بلند ہے۔

حیف باشد شرح او اندر جہاں ہمچو راز عشق باید در نہاں
لیک گفتم وصف او تا رہ برند پیش ازاں کز فوت حسرت آں خورند

ترجمہ :۔ ہو نہیں سکتا بیاں اس کا عیاں مثل راز عشق چاہیئے پنہاں
لیک کر دی وصف میں نے اس لیے تا نہ حسرت کھائیں اسکے فوت سے

اگر ان بزرگواروں کے خصائص و کمالات میں دفتروں کے دفتر لکھے جائیں تو دریائے بے نہایت کی طرح ہیں۔ ع

دادیم ترا ز گنج مقصود نشاں

Marfat.com

ترجمہ: تجھے گنج مقصود بتلا دیا ہے

مکتوب ۲۴۳ جلد اوّل

نیز فرمایا۔ اس طریق میں طالب کا سلوک شیخ مقتدا کی تقلید پر منحصر ہے اس کے تصرف کے بغیر کچھ کام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ابتدا میں نہایت کا درج ہونا اسی کی شریف توجہ کا اثر ہے اور بے چونی اور بیچگونی کا حاصل ہونا اسی کے کمال تصرف کا نتیجہ ہے۔ بیخودی کی وہ کیفیت جس کے لیے انہوں نے مختص راستہ اختیار کیا ہے اس کا حاصل ہونا مبتدی کے اختیار میں نہیں ہے اور وہ توجہ جو شش جہت سے معرّا ہے اس کا وجود طالب کے حوصلہ سے باہر ہے ؎

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند

کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

ترجمہ: عجب ہی قافلہ سالار ہیں یہ نقشبندی

کہ لے جاتے ہیں پوشیدہ حرم تک قافلے کو

یہ بزرگوار جس طرح نسبت کے عطا کرنے پر کامل طاقت رکھتے ہیں اور تھوڑے وقت میں طالب صادق کو حضور و آگاہی بخش دیتے ہیں اسی طرح نسبت کے سلب کرنے میں بھی پوری طاقت رکھتے ہیں اور ایک ہی بے التفاتی سے صاحب نسبت کو مفلس کر دیتے ہیں۔ ہاں سچ ہے جو دیتے ہیں وہ لے بھی لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے غضب اور اولیائے کرام کے غضب سے بچائے۔ آمین۔ (مکتوب ۲۲۱۔ جلد اوّل)

Marfat.com

نیز فرمایا کہ اس طریق میں جذبہ سلوک پر مقدم ہے اور سیر کی ابتدا عالمِ امر سے ہے برخلاف اکثر دوسرے طریقوں کے کہ ان کی سیر کی ابتدا عالمِ خلق سے ہے اور اس طریق میں سلوک کی منزلیں جذبہ کے مراتب طے کرنے کے ضمن میں قطع ہو جاتی ہے اور عالمِ خلق کا سیر عالمِ امر کے سیر میں میسر ہو جاتا ہے پس اگر اس اعتبار سے کہیں کہ اس طریق میں انتہا ابتدا میں درج ہے تو گنجائش ہے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرّہٗ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ سب طریقوں سے اقرب ہے اور فرمایا۔ حق تعالٰے سے میں نے ایسا طریق طلب کیا ہے جو بے شک موصل ہے اور آپ کی یہ التجا قبول ہو گئی ہوئی ہے۔

(مکتوب ۲۲۱ جلد اوّل)

نیز فرمایا۔ جانِ من آگاہ ہو کہ تیری کیا بلکہ سب بنی آدم کی سعادت اور خلاصی اور نجات اپنے مولا کی یاد میں ہے۔ جہاں تک ہو سکے سب اوقات کو ذکرِ الٰہی میں بسر کرنا چاہیئے اور ایک لحظہ بھی غفلت جائز نہ سمجھنی چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ کا حمد اور اس کا احسان ہے کہ دوام ذکر حضرت خواجگان نقشبندیہ قدس سرہم کے طریق میں ابتدا ہی سے میسر ہو جاتا ہے اور ابتداء میں نہایت کے درج ہونے کے طریق پر حاصل ہو جاتا ہے پس طالب کو اس بلند طریقہ کا اختیار کرنا بہت ہی مناسب بلکہ واجب اور لازم ہے پس تجھے چاہیئے کہ توجہ کے قبلہ کو سب طرف سے پھیر کر ہمہ تن اس طریقہ عالیہ کے بزرگواروں کی بلند بارگاہ کی طرف توجہ کرے اور ان کے باطن پاک سے دعا طلب کرے۔ ابتدا میں ذکر کہنے سے چارہ نہیں۔ چاہیئے کہ تو قلبِ صنوبری

Marfat.com

کی طرف متوجہ ہو وے کہ مضغہ گوشت قلبِ حقیقی کے لیے حجرہ کی طرح ہے اور اسم مبارک اللہ کو اس قلب پر گزارے اور اس وقت قصداً کسی عضو کو حرکت نہ دیوے۔ اور ہمہ تن قلب کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور قوتِ متخیلہ میں قلب کی صورت کو جگہ نہ دیوے اور اس کی طرف التفات نہ کرے کیونکہ مقصود قلب کی طرف توجہ کرنا ہے نہ کہ اس کی صورت کا تصور۔ اور لفظ مبارک اللہ کے معنی کو بے چونی اور بے چگونی کے ساتھ ملاحظہ کرے اور کسی صفت کو اس کے ساتھ شامل نہ کرے اور حاضر و ناظر بھی ملحوظ نہ ہو تاکہ تو ذاتِ تعالیٰ کی بلندی سے صفات کی پستی میں نہ آ جائے اور وہاں سے کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرنے میں نہ پڑ جائے۔ اور بے چون کی گرفتاری سے چون کی شہود سے آرام نہ پکڑے کیونکہ جو کچھ چون کے آئینہ میں ظاہر ہو وہ بے چون نہیں ہے اور جو کثرت میں نمودار ہو وہ واحدِ حقیقی نہیں۔ بے چون کو دائرہ چون کے باہر ڈھونڈنا چاہیئے۔ اور بسیط حقیقی کو کثرت کے احاطہ سے باہر تلاش کرنا چاہیے۔ اگر ذکر کہنے کے وقت پیر کی صورت بے تکلف ظاہر ہو تو اس کو قلب کی طرف لے جانا چاہیئے اور قلب میں نگاہ رکھ کر ذکر کہنا چاہیئے۔

(مکتوب ۱۹۰ جلد اول)

تصورِ شیخ کے معاملہ میں اکثر لوگ افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں۔ واضح ہو کہ تکلف صورت کا تصور کسی صورت میں جائز نہیں ہے اور نہ اس سے کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ہاں البتہ تصورِ حقیقی جو محبت کے غلبہ اور رابطہ کے قوی ہونے کا نام ہے بہت مبارک ہے۔ مرید رشید مناسبت کی وجہ سے اس کو پہلے ہی

Marfat.com

قدم پر پا لیتا ہے اور اس سے بے حد فائدے حاصل کرتا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگرچہ محبت کے غلبہ کے باعث ہی تصور ہو تاہم کسی صورت کا ہی تصور ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح نمازی شروعِ نماز کے وقت قبلہ کی طرف چہرہ کرتا ہے اور اس کے اینٹ پتھر اور طول و عرض کا تصور نہیں کرتا اسی طرح مرید توجہ الی اللہ کے وقت اپنے قلب و باطن کو شیخِ کامل کی روحانیت کی طرف مخاطب کرتا ہے جو کہ باطن کا قبلہ اور فیوض و انوار کا وسیلہ ہے۔

جس طرح نماز میں جہت کعبہ کی طرف متوجہ ہونا بلا تصورِ صُوَری کے ممکن ہے اسی طرح ذکر و مراقبہ کے وقت بلا تصورِ صورت شیخ کی طرف متوجہ ہونا عین ممکن ہے۔ ہاں البتہ اگر بلا تکلف کعبہ کی صورت نماز میں اور شیخ کی صورت ذکر و مراقبہ میں سامنے آجائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ بلکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات کی جلد دوم میں فرماتے ہیں کہ اگر بلا تکلف شیخ کی صورت نماز میں بھی متصور ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اور اس کی نفی نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ شیخ انوارِ الٰہی کے حصول کا وسیلہ و مظہر ہے۔ حاصل کلام یہ کہ مرید بتکلف صورت کا تصور نہ کرے بلکہ محبت و تعظیم شیخ کو ایسا غالب کرے کہ بدن اور روح (یا پھول اور خوشبو) کا حکم پیدا کرلے یہاں تک کہ وہ غلبہ کے وقت اپنے آپ کو عین پیر جانے۔ حضرت خواجگان نقشبندیہ قدس سرہم کا طریق اندراج نہایت در بدایت پر مبنی ہے حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا ہے کہ ہم نے انتہا کو ابتداء میں درج کر دیا ہے اور یہ بعینہٖ صحابہ کرامؓ کا طریق ہے کیونکہ یہ

Marfat.com

بزرگوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی صحبت میں وہ کچھ حاصل کر لیتے تھے کہ اُمت کے اولیاء کو نہایت النہایت میں بھی اس کمال سے تھوڑا حصہ بمشکل حاصل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قاتل وحشی جو ابتدائے اسلام میں ایک ہی مرتبہ سیدالاولین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہُوا۔ اویس قرنیؓ سے جو خیرالتابعین میں افضل ہے۔ جو کچھ وحشیؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں حاصل ہُوا۔ اویس قرنیؓ کو وہ خصوصیت انتہا میں بھی میسر نہ ہوئی۔ اسی واسطے سب زمانوں سے بہتر زمانہ اصحابؓ کا ہے اور ثُمَّ کے لفظ نے دوسروں کو پیچھے ڈال دیا ہے اور درجے کے بعد کی طرف اشارہ کیا۔

ایک شخص نے عبداللہ بن مبارک قدس سرہٗ سے پُوچھا۔ کہ معاویہؓ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیزؒ؟ تو آپ نے جواب دیا کہ وہ غبار جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت میں معاویہؓ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہُوا۔ وہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے کئی درجے بہتر ہے۔

پس ناچاران حضرات کا سلسلہ سلسلۃ الذھب ہے اور اس طریقہ عالیہ کی زیادتی دوسرے طریقوں پر ایسی ہے، جیسے زمانۂ اصحابؓ کی زیادتی اوروں کے زمانہ پر۔ جن لوگوں کو کمال فضل سے ابتدا ہی میں اس کے انجام وانتہا سے مشرف فرمائیں۔ ان کے سوا دوسروں کو ان کے کمالات کی حقیقت پر اطلاع پانا مشکل ہے۔ ان کی نہایت دوسروں کی نہایت سے بڑھ کر ہے۔ ع

Marfat.com

قیاس کن زگلستان من بہار مرا
سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

ترجمہ: میری بہار کو کرے قیاس بستاں سے
ہوتا ہے سال ویسا جیسی بہار ہونے

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ ہم فضلی ہیں۔

(مکتوب ۶۶۔ جلد اول)

Marfat.com

امام الطریقہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید محمد بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ کی ذاتِ ستودہ صفات سے تعارف

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ کو ظاہری نسبت حضرت خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ سے ہے اور فی الحقیقت آپ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ کے اویسی ہیں۔ ان کی رُوحِ پاک سے تربیت پائی آپ کی ولادت باسعادت ماہ محرم ۷۱۸ھ میں ہوئی۔ بچپن ہی سے آثارِ ولایت ظاہر تھے۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ نے آپ کی ولادت سے پہلے ہی آپ کی علوِ شان کی بشارت دی تھی۔ اور جب قصر ہندواں سے گزر ہوتا فرمایا کرتے کہ قریب ہے کہ قصر ہندواں قصر عارفاں ہو۔ اس جگہ سے ایک مردِ خدا کی خوشبو آتی ہے۔ ایک مرتبہ اس جگہ آپ پھر تشریف لائے تو فرمایا وہ مردِ حق تولد ہو چکا ہے اس وقت خواجہ نقشبند کو تولد ہوئے صرف تین روز ہوئے تھے۔ آپ کے جدِ امجد آپ کو حضرت باباؒ کے پاس لے گئے تو حضرت بابا سماسیؒ دیکھ کر فرمانے لگے یہ وہی مرد ہے جس کی خوشبو مجھے آیا کرتی تھی۔ میں نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اور فرمایا کہ یہ اُمت کے لیے آسانی کرنے والا ہوگا۔ پھر حضرت خواجہ امیر کلالؒ کو کہ اکابر خلفاء سے تھے فرمایا کہ اس کی تربیت تیری قسمت میں ہوگی اور اگر اس کی تربیت میں ذرہ بھی

Marfat.com

کوتاہی ہوئی تو میں تجھے ہرگز معاف نہ کروں گا۔ حضرت امیر کلالؒ نے فرمایا اگر میں اس کی تربیت میں کوتاہی کروں تو میں مرد نہیں

حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا کہ مجھے ایک روز غیب سے ندا آئی کہ اے بہاؤالدین کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو سب کی طرف سے منہ موڑ کر ہماری طرف مخاطب ہو۔ یہ سُن کر میری حالت متغیر ہو گئی اور جذب الٰہی نے غایت التفات فرمایا۔ اسی حالت میں ایک روز الہام ہوا کہ تو نے جو اس راستہ میں قدم رکھا ہے کس طرح رکھا ہے۔ میں نے کہا۔ جو میں چاہوں وہ ہو۔ خطاب آیا نہیں جو ہم کہیں وہ کرنا چاہیئے میں نے کہا۔ مجھے اس کی طاقت نہیں۔ ہاں جو کچھ میں چاہوں وہ ہو تو میں اس طرف قدم رکھتا ہوں ورنہ نہیں۔ دو مرتبہ اسی طرح سوال و جواب ہوا بعد ازاں مجھ سے لاپرواہی کی۔ پندرہ روز تک میرا حال خراب رہا۔ میں خشک ہو گیا۔ جب ناامیدی سی ہو گئی تو میں نے خیال کیا کہ شاید دولت باطنی میری قسمت میں نہیں۔ کوئی دنیا کا کام کرنا چاہیئے۔ کہ میں ایک مسجد کے دروازے کے سامنے سے گزرا اور اسی پر اسی وقت غیب سے یہ شعر ظاہر ہوا:

اے دوست بیا کہ ما ترائیم

بیگانہ مشو کہ آشنائیم

میں نے پھر عرض کی کہ جو میں چاہتا ہوں وہ ہو آواز آئی وہی ہوگا جو تو چاہتا ہے چنانچہ میں مسجد میں داخل ہوا اور میرا وہی حال پھر عود کر آیا۔

اسی لیے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ ما مرادانیم ما فضلیانیم یعنی ہم مراد ہیں اور فضل والے ہیں۔

Marfat.com

جب آپ علم طریقت میں مرتبۂ اجتہاد کو پہنچے اور زمانہ آپ کے ارشاد کا آیا اور حضرت امیر کلالؒ نے آپ کو اجازت طریقہ عنایت فرمائی۔ آپ کو اللہ تعالےٰ نے روزِ ازل سے اُمت کے لیے آسانی کرنے والا پیدا فرمایا تھا جب آپ نے طلبۂ حق کو دیکھا اور سُنا کہ طریق صوفیہ میں سخت ریاضات اور مجاہدات سے پریشان حال ہیں۔ کسی نے سالہا سال سے سونا ترک کر دیا کسی نے دن کو روزہ اور رات کو جاگنا شروع کر دیا۔ کسی نے تیس۳۰ چالیس۴۰ سال تک آسمان کو ہی نہیں دیکھا۔ بعضوں نے چلوں اور گوشہ نشینیوں میں اپنے بدن کو خشک کر دیا حتیٰ کہ مشاغل واذکارِ طریقہ سے مجبور و معذور ہو گئے۔ حالانکہ ارشاد باری تو یہ ہے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ تو آپ کو بڑا رحم آیا۔ كُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا۔
نوشتہ روزِ ازل نے سینہ مبارک میں جوش پیدا کیا۔ اور پندرہ روز تک سر بسجود رہے۔ نماز اور حوائج ضروریہ کے لیے حجرہ سے باہر تشریف لاتے۔ ایک روایت کے مطابق آپ مدینہ منورہ سیدۃ النسا حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے مزارِ مقدس پر سر بسجود رہے اور التجا کی۔ "الٰہی اُمت کے قوی ضعیف ہو گئے ہیں۔ اب ان میں قوت و ہمت سختی کھینچنے کی نہیں رہی۔ خیر و برکت کا زمانۂ نبوت ان سے دُور ہوتا جاتا ہے۔ اپنے فضل و کرم سے مجھ کو ایسا طریق عنایت فرما جو کہ آسان ہو اور تجھ تک جلد پہنچنے والا ہو۔" دریائے رحمتِ الٰہی موجزن ہوا اور الہام ہوا۔
"اے محمد بہاؤالدینؒ! ہم تجھ کو وہ طریق عنایت فرماتے ہیں کہ جو ہمارے

حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ میں تھا۔ یعنی وقوف قلبی اور اتباعِ سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور سر سجدہ سے اٹھایا۔ اور اس طریق جدید کو رواج دیا۔ بفضلہ تعالیٰ اس طریق نے اپنی آسانی کی وجہ سے اتنی ترقی کی کہ اب کروڑوں آدمی اس سلسلۂ مبارکہ میں ہیں اور بوجہ قبولیت مثل آفتاب کی روشنی کے تمام روئے زمین پر پھیل گیا۔ آپ سے لوگ دریافت کرتے کہ آپ کے اس طریق میں کیا فائدہ ہے؟ تو فرمایا کرتے کہ طریق سب مبارک اور نورٌ علیٰ نور ہیں سب خدا تک پہنچتے ہیں لیکن جو طریق اللہ نے مجھے عنایت فرمایا ہے اس میں سب سے بڑی ریاضت اتباعِ سنّت ہے اور ذکرِ قلبی ہے جس میں جذب ربانی ہے جس سے بحمد اللہ بہت جلد حضور و آگاہی اور خلوت در انجمن حاصل ہو جاتی ہے۔ جو دوسرے سلاسل میں منتہیوں کو نصیب ہوتی ہے اور جذبہ کو مقدم رکھنے کی وجہ سے منازلِ سلوک اسی کی ضمن میں قطع ہو جاتی ہیں اور اسمائے صفاتی کی بجائے ذکرِ اسمِ ذات کو ابتدا میں ہی تلقین فرماتے ہیں۔ جس سے طالب جذب ربانی کی کشش سے صفات کے پردوں سے گزر کر تجلیات ذاتیہ سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ اسی لیے آپ فرمایا کرتے تھے ؎

اوّل ما آخر ہر منتہی
آخر ما جیب تمنا تہی!

ترجمہ:۔ میری اوّل ہر منتہی کی آخر ہے اور میری آخر تمنا کی جیب خالی ہوتا ہے
حضرت مولانا جامیؒ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند
کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

ترجمہ۔ عجب ہی قافلہ سالار ہیں یہ نقشبندی
کہ لے جاتے ہیں پوشیدہ حرم تک قافلے کو

از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شاں
می برد وسوسۂ خلوت و فکر چلہ را

ترجمہ۔ سالک کے دل سے انکی صحبت کی کشش
خلوت کے خیال اور چلّہ کی فکر مٹا دیتی ہے

آپ اکثر فرمایا کرتے کہ ہمارا طریقہ طریقہ مصطفوی اور متابعت سنت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ کو طریقہ رسولیہ صدیقیہ بھی کہتے ہیں۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے جو ہمارے طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوگا۔ جب تک دلی مطلب نہ پائے دنیا سے نہ جائے گا اور جو شخص طریقہ نقشبندیہ سے نفرت کر کے روگردانی کرے گا۔ دنیا سے بے مراد جائے گا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ محبوبیت اور معشوقیت کے بلند مرتبہ و مقام پہ فائز ہیں۔ نیز آپ کا ارشاد ہے۔" در طریقہ ما محرومی نیست ہر کہ از طریقہ ما روگرداند خطرہ دین دارد چرا کہ ایں طریقہ بعینہ طریقہ صحابہؓ کبار است۔

(ترجمہ) ہمارے طریقہ میں کسی کو محرومی نہیں ہے جو کوئی ہمارے طریقہ سے منہ پھیرے اس کے دین میں خطرہ ہے کیونکہ یہ طریقہ بعینہ صحابہ کرامؓ کا ہے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے حضرت بایزید بسطامیؒ حضرت جنید بغدادیؒ

Marfat.com

اور منصور حلاجؒ کے مقامات کی سیر کی۔ ان سے گزر کر انبیاؑ کے مقامات کی بھی سیر کی۔ یہاں تک کہ ایسے مقام پر پہنچا کہ جس سے بالا و بلند تر اور کوئی مقام نہ تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ مقام حقیقتِ محمدیؐ کا ہے میں نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

آپ سے کسی مرید نے پوچھا کہ بعض اولیاء اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ ولایت ہم پر ختم ہے اس کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا " ایشاں ختم ولایت زمانِ خود بودہ اند۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں اگر کسی کو ہمارے ہاں سے علم باطن سے حصہ نہ بھی ملے تو وہ بددل نہ ہو۔ کیونکہ مقصد بخشش ہے۔ اور بخشش کا انحصار اتباع سنت پر ہے اور اتباع سنت ہمارے ہاں لازمی ہے اور آپ جگہ جگہ اپنے خلفاء کو تحریر فرماتے ہیں کہ طالب اگر کسی بھی سلسلہ میں بیعت ہونا چاہے تو بیعت اسی سلسلہ میں کر لو مگر ذکر طریقہ نقشبندیہ تعلیم کرو۔ کیونکہ یہ آسان ہے اور اس سے طالب خداوند تعالےٰ تک جلد پہنچ جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم مساکین کی طرف سے ان کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے آپ کی کرامات حدِ بیان سے باہر ہیں۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ جب میرا وقتِ آخر آئے گا تو سب کو مرنا سکھاؤں گا۔ چنانچہ جب آپ کا وقت آخر آیا۔ نفسِ آخر میں دونوں ہاتھ دعا کے واسطے اٹھائے اور مدت تک دعا مانگتے رہے۔ جب بعد دعا دونوں ہاتھ چہرہ اقدس پر پھیرے جان

Marfat.com

بجاناں تسلیم کی۔ آپ نے بعمر ۳۷ سال ۳ ربیع الاول بروز دوشنبہ ۷۹۱ھ وصال فرمایا۔ مزار پرانوار بمقام قصر عارفاں نزد بخارا ہے۔



Marfat.com

ختم خواجگانِ نقشبندیہ علیہم الرحمۃ

جو قبلۂ عالم کا قبل از نماز فجر معمول ہے اور یہ ختم شریف خواجہ خواجگان حضرت حافظ عبدالکریم صاحب قدس سرہٗ کو جبکہ آپ بارادۂ حج مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے تو حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو عنایت فرمایا تھا اور بحمد اللہ یہ ختم شریف اکابر نقشبندیہ علیہم الرحمۃ کے اوراد کا مجموعہ ہے۔

ہر دو ختم خواجگان قربِ الٰہی۔ اطمینانِ قلبی اور حل المشکلات کے لیے اکسیر و مجرب ہیں

Marfat.com

ختم خواجگان قبل از نماز فجر

سورۃ فاتحہ .... سات بار

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ ۱۰۰ بار

درود وسلام بھیجے اللہ تعالیٰ اوپر اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انکی آل واصحاب پر بھی۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ

پاک ہے اللہ اپنی ذات سے اور اپنی صفات سے۔ پاک ہے اللہ جو بہت بڑا ہے۔ میں اللہ سے

رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ فَاغْفِرْ لِیْ۔ پانچسو بار پھر درود شریف ۱۰۰ بار

جو میرا رب ہے معافی مانگتا ہوں ہر ایک گناہ سے پس اے اللہ مجھے بخش دے۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ پانچسو بار پھر درود شریف ۱۰۰ بار

کافی ہے ہمکو اللہ کیا ہی خوب کارساز ہے کیا ہی خوب آقا ہے اور کیا ہی خوب مددگار ہے

یَا خَفِیَّ اللُّطْفِ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخَفِیِّ۔ پانچ سو بار۔ پھر درود شریف ۱۰۰ بار

اے مخفی طور پر عنائتیں کرتے رہنے والے اپنی مخفی عنائتوں سے میری دستگیری فرما

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پانچ سو ۵۰۰ بار پھر درود شریف ۱۰۰ بار

نہیں ہے کوئی طاقت اور نہ کوئی قوت مگر اللہ کی جو بلند اور عظمت والا ہے

یَا اللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اِرْحَمْنَا ۵۰۰ بار درود شریف ۱۰۰ بار

اے اللہ اے مہربان۔ اے شفقت فرمانیوالے اور اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان، ہم پر مہربانی فرما۔

Marfat.com

ختم خواجگان بعد از نماز مغرب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ فاتحہ ------------ سات بار

درود شریف ------------ سو بار

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ

کیا نہ کھولا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا اور اتارا ہم نے تجھ سے بوجھ تیرا جس

الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۭ فَاِنَّ مَعَ

جس نے توڑی تھی پیٹھ تیری اور بلند کیا ہم نے واسطے تیرے ذکر تیرا پس تحقیق

الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۭ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ

تنگی کے ساتھ آسانی ہے یقیناً تنگی کے ساتھ آسانی ہے پس جب فارغ ہو جائے تو پس لگ جا

وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۧ سورۃ انشراح اُناسی بار

(عبادت میں) اور طرف رب اپنے کے توجہ کر

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ

فرما دیجئے وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ

يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۧ ایک ہزار بار

اس کو کسی نے جنا ہے اور کوئی بھی نہیں ہے اس کی برابری کرنے والا

Marfat.com

سورۃ فاتحہ -------	سات بار
درود شریف -------	سو بار

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۰

(اے اللہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک میں ہی گنہگاروں سے ہوں ۵۰۰ بار

درود شریف ------- سو بار

اس کے بعد یہ تمام اسماء سو سو بار پڑھیں

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ‌ یَا اللّٰہُ ‌ یَا عَزِیْزُ ‌ یَا وَدُوْدُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے ‌ اے اللہ ‌ اے غالب ‌ اے دوستی کرنیوالے

یَا کَرِیْمُ ‌ یَا وَهَّابُ ‌ یَا حَیُّ ‌ یَا قَیُّوْمُ

اے کرم کرنے والے ‌ اے بخشش کرنے والے ‌ اے ہمیشہ زندہ رہنے والے ‌ اے ہمیشہ قائم رہنے والے

حَسْبُنَا اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ

کافی ہے ہم کو اللہ کیا ہی خوب کارساز ہے کیا ہی خوب آقا ہے اور کیا ہی

النَّصِیْرُ

خوب مددگار ہے

یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ	یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ
اے حاجتوں کو پورا کرنیوالے	اے بلاؤں کو دور کرنے والے
یَا حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ	یَا کَافِیَ الْمُهِمَّاتِ
اے مشکلیں آسان کرنے والے	اے مہمات میں کفایت فرمانے والے

Marfat.com

یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ	یَا مُنَزِّلَ الْبَرَکَاتِ
اے بیماریوں سے صحت دینے والے	اے برکتیں نازل فرمانے والے
یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ	یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ
اے اسباب کو تیار کرنیوالے	اے درجات کو بلند کرنے والے
یَا مُجِیْبَ الدَّعَوَاتِ	یَا اَمَانَ الْخَائِفِیْنَ
اے قبول کرنے والے	اے خوف زدوں کو پناہ دینے والے
یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنَ	یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ
اے بہترین مددگار	اے حیرانوں کے رہنما
یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا	
اے فریادیوں کی فریاد سننے والے ہماری فریاد سن لے	
یَا مُفَرِّجَ الْمَحْزُوْنِیْنَ	رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ
اے غمزدوں کو خوش کرنے والے	اے اللہ میں ہار گیا ہوں میرا بدلہ لے
یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔	
اے اللہ اے مہربانی فرمانیوالے اے رحم فرمانیوالے اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربانی فرمانیوالے	
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ	
پاک ہے اللہ اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا	
اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ	
اور اللہ بہت بڑا ہے اور نہیں ہے کوئی طاقت اور کوئی قوت مگر اللہ کی جو بلند اور عظمت والا ہے	
اَللّٰھُمَّ اسْتُرْنِیْ بِسِتْرِکَ الْجَمِیْلِ درود شریف ۱ بار آمین	
اے اللہ مجھے اپنے خوبصورت پردے سے ڈھانپ لے	

Marfat.com

شجرہ شریف

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

فضل کر یارب میرے حالِ زبوں پر رحم کر
ڈال مجھ آلودۂ عصیاں پہ رحمت کی نظر

تجھ کو اپنی کبریائی کی قسم ہے بے نیاز
مجھ سراپا معصیت پر کر درِ افضال باز

تجھ کو دیتا ہوں تیرے جود و سخا کا واسطہ
فضل کا رحمت کا بخشش کا عطا کا واسطہ

تیری رحمت کے خزانے میں کمی کوئی نہیں
اور تیرے جود و کرم کی انتہا کوئی نہیں

میں کہوں بے واسطہ کس منہ سے بخشش کیلئے
کچھ وسیلے پیش کرتا ہوں سفارش کیلئے

Marfat.com

کر کرم ہم پر محمد مصطفےٰ کے واسطے
فخرِ موجودات شاہِ دوسرا کے واسطے
اُس رسولِ بے نظیر و بے بدل کا واسطہ
رازدارِ خلوتِ بزمِ ازل کا واسطہ!

رحم فرما حضرتِ صدیقِ اکبرؓ کیلئے
عاشق و دلدادۂ حُسنِ پیمبرؐ کے لیے
حضرتِ سلمان فارسؓ بے ریا کیواسطے
حضرتِ قاسمؒ امامِ اولیاء کے واسطے

کر امامِ جعفرِ صادقؒ کے صدقے میں عطا
تو نجاتِ دائمی کا مجھ کو دُرِّ بے بہا
بایزیدؒ و بوالحسنؒ اور بوعلی فارمدی
یاالٰہی لاج رکھ لے ان کے صدقے میں میری

حشر کے دن یوسفِ ہمدانیؒ کا ساتھ ہو
اُن کے دامانِ مقدس اور میرا ہاتھ ہو
شاہِ عبدالخالقؒ و شاہ عارفِ ریواگری
خواجہ محمودؒ و عزیزانؒ صاحبِ خُلقِ نبیؐ

محترم باباسماسیؒ حضرتِ میرِ کلالؒ
مُرشدانِ باصفا روشن ضمیر و باکمال

Marfat.com

صدرِ بزمِ نقشبنداں عارفِ اسرارِ ھُو
مخزنِ ملت شہنشاہ مظہرِ انوارِ ھُو

جن کا ہے پہلا قدم ہر منتہی کا آخریں
شاہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ سخی بز ہمت و آفریں

یا الٰہی واسطے خواجہ علاؤالدین کے
دینِ احمد پر رہیں ثابت قدم مسکین کے

حضرتِ یعقوب چرخی اور عبیداللہ شاہ
حضرتِ خواجہ محمد زاھد اپنے دیں پناہ
ان نفوسِ پاک کے صدقے میں اے رب الٰہ
دھو جبینِ معصیت آلود سے داغِ گناہ
بخشدے صدقے میں یا رب خواجہ درویش کے
خواجہ امکنگی و خواجہ باقی باللہ کے لیے

قطبِ حق قیومِ ملت شیخ احمد کیلئے
بخشدے یا رب مجدد الف ثانی کیلئے

Marfat.com

عفو فرما سب خطائیں از پئے قیوم دین !
عروۃ الوثقیٰ ہیں سرہند شمس العارفین

نقشبند ثانی حضرت حجۃ اللہ اور زبیر
خواجہ اشرف جمال اللہ مردِ اہلِ خیر

حضرتِ عیسیٰ محمد اور فیض اللہ شاہ !
حضرتِ نورِ محمد اور فقیرے بادشاہ

قبلۂ عالم جنابِ حافظ عبد الکریم
حاملِ حکمِ شریعت صاحبِ خلقِ عظیم

رحم فرما از طفیلِ ہادیٔ دینِ مبین
صاحبِ نورِ بصیرت خواجہ نواب الدین

ان کے صدقے میں ہو عاجز دو جہاں میں سرخرو
برقرار انکی رہے دنیا و دیں میں آبرو !

یا الٰہی سب دعائیں لطف سے مقبول ہوں
جب چلیں دنیا سے تیری یاد میں مشغول ہوں



Marfat.com

شجرہ شریف دیگر

اے خدا کر رحم اپنی کبریائی کے لیے
اور رسولِ پاک کی خیر الورائی کیلئے
بخشدے سب کی خطائیں انبیاء کیواسطے
خواجگانِ نقشبنداں باخدا کے واسطے
گو نہیں ہم لائقِ دربار اے ربِّ غفور
ان بزرگوں کا وسیلہ لائے ہیں تیرے حضور
حضرتِ صدیقِ اکبرؓ یارِ غارِ مصطفےٰؐ
حضرتِ سلمانؓ فارس عاشقِ شاہِ ہُدا
حضرتِ قاسمؒ حضرتِ جعفر صادقِ امام
بایزیدؒ برگزیدہ بوالحسنؒ شاہِ انام
بوعلیؒ فارمدی اور یوسفؒ ہمدانی
عبدِ خالق غجدوانی عارفِ ریواگری
خواجہ محمودؒ نغناں شاہ عزیزاںؒ باکمال
حضرتِ باباسماسیؒ حضرتِ میرِ کلالؒ
آفتابِ نقشبنداں شاہ بہاؤالدینؒ سخی
حضرتِ خواجہ علاؤالدینؒ عطارِ ولی

Marfat.com

شاہِ یعقوبؒ و عبید اللہؒ احرارِ زماں
شاہِ زاہدؒ اور درویشِ محمدؒ والا شان
خواجۂ امکنگیؒ حضرتِ باقیؒ باللہ باخبر
قطبِ سرہندی مجددؒ الف ثانی نامور
خواجۂ معصومؒ حضرت حجۃؒ اللہ باصفا
شاہ زبیرؒ خواجۂ اشرفؒ محمد پارسا
شاہ جمال اللہؒ اور عیسےٰؒ محمد اولیاء
خواجۂ فیض اللہؒ اور نورِ محمدؒ باوفا
حضرتِ خواجہ فقیرِ محمدؒ صاحبِ جنّت نشاں
نورِ حق کا میرے مُرشد کی جبیں میں ہے عیاں
وہ سخی ابنِ سخی وہ صاحبِ لطفِ عمیم
ہادیِ دارین حضرت حافظِ عبد الکریمؒ
رحم فرما از طفیلِ ہادیٔ دینِ مُبین
صاحبِ نورِ بصیرت خواجہ علوان الدینؒ
ان کے صدقے میں ہو عاجز دو جہاں میں سُرخرو
برقرار انکی رہے دنیا و دیں میں آبرو
دُور ہم سب سے خداوندا خیالِ غیر ہو
تیری الفت اور رضا پر خاتمہ بالخیر ہو
آمین

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ سرورِ کائنات فخرِ موجودات شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
عمر مبارک ۶۳ سال
آرامگاہ گنبدِ خضرا المدینۃ المنورہ
وصالِ مبارک ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ

۲۔ افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ
عمر مبارک ۶۳ سال
آغوشِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینۃ المنورہ
وصالِ مبارک ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عمر مبارک ۲۵۰ سال
مزار مبارک مدائن شریف
وصالِ مبارک ۱۰ رجب ۳۳ھ

۴۔ حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکرؓ
عمر مبارک زائد از یک صد سال
مزار مبارک درمیان مدینۃ المنورہ ومکہ مکرمہ
وصالِ مبارک ۲۴ جمادی الاول ۱۰۶ھ

۵۔ حضرت امام جعفر الصادق رحؒ
عمر مبارک ۶۸ سال
مزار مبارک جنت البقیع مدینۃ المنورہ
وصالِ مبارک ۱۵ رجب ۱۴۸ھ

۶۔ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ
عمر مبارک ۱۵۵ سال
مزار مبارک شہر بسطام (ایران)
وصالِ مبارک ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ

۷۔ سلطان المشائخ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
عمر مبارک ۷۳ سال
مزار مبارک خرقان (ایران)
وصالِ مبارک ۱۰ محرم الحرام ۴۲۵ھ

Marfat.com

۸۔ حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک طوس عرف مشہد
عمر مبارک
وصال مبارک ۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ

۹۔ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک . مرو
عمر مبارک
وصال مبارک ۲۷ رجب ۵۲۵ھ

۱۰۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک غجدوان نزد بخارا
عمر مبارک
وصال مبارک ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ

۱۱۔ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رح
مزار مبارک ریواگر مضافات بخارا
عمر مبارک
وصال مبارک یکم شوال ۶۱۶ھ

۱۲۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک موضع انجیر فغنہ نزد بخارا
عمر مبارک
وصال مبارک ۱۷ ربیع الاول ۷۱۵ھ

۱۳۔ حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک خوارزم (ایران)
عمر مبارک
وصال مبارک ۲۸ ذیقعدہ ۷۲۱ھ

۱۴۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک سماس نزد بخارا
عمر مبارک
وصال مبارک ۱۰ جمادی الثانی ۷۵۵ھ

۱۵۔ حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک سوخار مضافات بخارا
عمر مبارک
وصال مبارک ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ

۱۶۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک قصر عارفان نزد بخارا
عمر مبارک ۷۳ سال
وصال مبارک ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ

Marfat.com

۱۷۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطارؒ
عمر مبارک
مزار مبارک موضع چغانیاں ملک ماوراء النہر
وصال مبارک ۲۰ رجب ۸۰۲ھ

۱۸۔ حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخیؒ
عمر مبارک
مزار مبارک موضع بلغنور ملک ماوراء النہر
وصال مبارک ۵ صفر المظفر ۸۵۱ھ

۱۹۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ
عمر مبارک ۸۹ سال
مزار مبارک سمرقند
وصال مبارک ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ

۲۰۔ حضرت خواجہ محمد زاہد وخشیؒ
عمر مبارک
مزار مبارک بدخشاں ملک حصار
وصال مبارک یکم ربیع الاول ۹۲۶ھ

۲۱۔ حضرت خواجہ درویش محمدؒ
عمر مبارک
مزار مبارک اسفرار ملک ماوراء النہر
وصال مبارک ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ

۲۲۔ حضرت خواجہ امکنگیؒ
عمر مبارک ۹۰ سال
مزار مبارک قصبہ امکنگ نزد بخارا
وصال مبارک ۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ

۲۳۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ
عمر مبارک ۴۰ سال
مزار مبارک دہلی (ہند)
وصال مبارک ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ

۲۴۔ حضرت امام ربانی قیوم زمانی خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی قدس سرہ
عمر مبارک ۶۳ سال
مزار مبارک سرہند شریف
وصال مبارک ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ

۲۵۔ قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ عمر مبارک ۷۲ سال
مزار مبارک سرہند شریف
وصال مبارک ۹ ربیع الاول ۱۰۷۵ھ

Marfat.com

۲۶ - حضرت قیوم ثالث نقشبند ثانی
خواجہ حجۃ اللہ قدس سرہ
عمر مبارک ۸۰ سال
مزار مبارک سرہند شریف
وصال مبارک ۹ محرم الحرام ۱۱۱۵ھ

۲۷ - سلطان الاولیاء قیوم چہارم حضرت
خواجہ محمد زبیر قدس سرہ
عمر مبارک
مزار مبارک سرہند شریف
وصال مبارک ۴ ذیقعد ۱۱۵۲ھ

۲۸ - حضرت خواجہ محمد اشرف پارسا قدس سرہ
عمر مبارک
مزار مبارک جنت البقیع مدینۃ المنورہ
وصال مبارک ۱۰ رجب ۱۲۰۰ھ

۲۹ - حضرت خواجہ حافظ سید جمال اللہ رح
عمر مبارک
مزار مبارک شہر رامپور (ہندوستان)
وصال مبارک ماہ صفر ۱۲۰۷ھ

۳۰ - حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رح
عمر مبارک
مزار مبارک گونڈا پور علاقہ بنول
وصال مبارک ماہ ذی الحج ۱۲۲۰ھ

۳۱ - حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی
عمر مبارک
مزار مبارک ملک تیراہ شریف
وصال مبارک ۲۰ ربیع الاول ۱۲۴۵ھ

۳۲ - حضرت خواجہ نور محمد صاحب رح
عمر مبارک
مزار مبارک چورا شریف
وصال مبارک ۱۲ شعبان ۱۲۸۶ھ

۳۳ - حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رح
عمر مبارک
مزار مبارک چورا شریف
وصال مبارک ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

۳۴ - حضرت الحاج خواجہ حافظ عبدالکریم
قدس سرہ عمر مبارک ۹۱ سال
مزار مبارک راولپنڈی شریف
وصال مبارک ۲۰ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ

Marfat.com

۲۵ - حضرت خواجہ صوفی نواب الدین صاحب قدس سرہٗ
عمر مبارک ۶۵ سال

مزار مبارک موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات - (پنجاب پاکستان)
وصال مبارک ۱۲ ربیع الاول بروز پیر

Marfat.com

فضیلتِ ذکر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا۔ یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ اے ایمان والو! اللہ کو بہت زیادہ یاد کیا کرو۔ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ پس جب تم نماز پوری کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ پس جب نماز پوری ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو اور خدا سے روزی تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہا کرو۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری کو وصیت فرمائی تھی۔ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّهٗ ذِكْرٌ لَّكَ فِي السَّمَآءِ وَنُوْرٌ لَّكَ فِي الْاَرْضِ۔ تلاوت قرآن کو لازم پکڑ اور ذکر اللہ عز و جل کو لازم پکڑ۔ کیونکہ اس سے آسمان میں تیرا ذکر ہوگا اور زمین میں تیرے لیے نور ہوگا۔

مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کی ایک روایت ہے۔ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ اَحْيَانِهٖ فرمایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہر وقت ہر حال میں اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے

Marfat.com

لہذا ہر حال میں ذکرِ لسانی نہیں بلکہ قلبی ذکر مراد ہے۔

آیات و احادیث بالا سے یہ ثابت ہوا کہ اگرچہ نماز و قرآن بھی ذکر ہے لیکن ایک ایسا بھی ذکر ہے جو ان کے علاوہ ہے اور جو ہر وقت ہو سکتا ہے

مشکوٰۃ شریف میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل جنت کے متعلق فرمایا کہ ان پر تسبیح و تہلیل انعام کی جائے گی جیسے سانس لینا تمہاری فطرت میں رکھ دیا گیا ہے۔ صوفیہ کے ذکر پاسِ انفاس میں یہی حالت ہے جو اہل جنت کی بیان ہوئی ہے۔ یہی حدیث سانس کے ساتھ ذکر کرنے کی اصل اور اسکا ثبوت ہے۔

نصوصِ قرآنی سے ذکرُ اللہ کا حکم ہے اور کثرت سے ذکر کرنے کا حکم ہے۔ اس کے متعلق نہ کوئی حد ہے۔ نہ کوئی وقت مخصوص ہے نہ کسی حالت کی قید ہے۔ لہذا جس نوعیت کا ہو اور جس کیفیت سے ہو سب عموم نص میں داخل ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سی عبادت اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے افضل ہوگی؟ فرمایا اللہ تعالےٰ کو کثرت سے یاد کرنے والوں کا درجہ سب سے بلند ہوگا۔ میں نے عرض کی کہ کیا مجاہد فی سبیل اللہ سے بھی؟ فرمایا اگر مجاہد فی سبیل اللہ کفار اور مشرکین پر تلوار چلائے حتیٰ کہ تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون میں لتھڑ جائے تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والے افضل ہیں۔ (ترمذی)

Marfat.com

نیز حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتادوں جو سب سے افضل ہو۔ جس کا ثواب اللہ کے ہاں سب سے زیادہ ہو۔ جو تمہارا درجہ سب سے بلند کر دے اور وہ عمل سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ پسند ہو اور جو دشمنوں کے خلاف جنگ کرنے اور انہیں قتل کرنے سے بھی افضل ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ! ضرور فرمائیے۔ فرمایا اللہ کا ذکر سب سے افضل ہے۔

فضیلت حلقۂ ذکر

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو رزینؓ سے فرمایا کہ کیا میں ایسے بہترین عمل کی خبر نہ دوں جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی سمیٹ لو فرمایا اہلِ ذکر کی مجالس کو لازم پکڑو۔

نیز مشکوٰۃ شریف میں ہی ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنت کے باغیچوں کے پاس سے گزرو تو اس میں سے کچھ کھایا پیا کرو۔ عرض کی گئی وہ جنت کے باغیچوں سے کیا مراد ہے فرمایا ذکر اللہ کے حلقے (اللہ کی یاد کی مجلسیں)

نیز حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے ملائکہ اہلِ ذکر کی تلاش کرتے پھرتے ہیں جہاں کہیں ان کو ذاکرین کی کوئی جماعت مل جاتی ہے اپنے ساتھیوں کو بلاتے ہیں کہ یہ ہے وہ چیز جسکی تمہیں تلاش ہے چنانچہ وہ

Marfat.com

ملائکہ ذاکرین کو آسمانِ دنیا۔ تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں جب وہ ذکرین ذکر سے فارغ ہوتے ہیں تو وہ ملائکہ اللہ تعالےٰ کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں پایا۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح تکبیر و تہلیل کرتے تھے (یعنی تیرا ذکر کرتے تھے) حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ کیا مانگتے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت کا سوال کرتے تھے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے وہ عرض کرتے ہیں نہیں اگر وہ دیکھ لیتے تو دنیا کے سب کام چھوڑ کر اسی کی طلب میں لگے رہتے۔ حقتعالےٰ فرماتا ہے اور کیا مانگتے تھے وہ عرض کرتے ہیں کہ دوزخ سے بچنے کیلئے تیری پناہ مانگتے تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ دوزخ انہوں نے نہیں دیکھی اگر دیکھ لیتے تو ایسے روتے کہ رو رو کر ان کے رخسار گل جاتے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کو بخش دیا۔ پھر ان میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی تو اہل ذکر سے نہیں وہ تو اپنے کام کیلئے آیا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَىٰ جَلِيسُهُمْ کہ وہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان میں بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہ سکتا۔

Marfat.com

صفحہ نمبر ۳۵ کے آگے

اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ قَالَ لِیْ یَا عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ فَاِنَّہٗ جِبْرِیْلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ۔

پھر حضورؐ نے فرمایا۔ اے عمر! کیا جانتے ہو سائل کون تھا۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ جبریل تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

ثابت ہوا کہ اللہ کا دین تین اجزاء سے مرکب ہے۔ ایمان۔ اسلام اور احسان۔ احسان کے بغیر اسلام مکمل نہیں ہوتا۔ احسان (سلوک و تصوف) عین دین ہے بلکہ دین کی روح ہے۔

تفہیمات الٰہیہ میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ یہ تیسرا فن مقاصد شرعیہ کے ماخذ کے لحاظ سے بہت باریک اور گہرا ہے اور تمام شریعت کیلئے اس فن کی وہی حیثیت ہے جو جسم کے لیے روح کی ہے۔ اور لفظ کیلئے معنی کی ہے

حدیث جبریل کی تاریخی حیثیت اس اہمیت میں اور بھی اضافہ کرتی ہے جبرائیل علیہ السلام کا انسانی صورت میں آکر یہ کلام کرنا اس زمانے کا واقعہ ہے جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس آچکے تھے۔ دین کی تکمیل ہو چکی تھی۔ گویا ایک ہی مجلس میں دین کا خلاصہ جبرائیل علیہ السلام کی زبانی سنوا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے کہلوا دیا کہ دین مرکب ہے تین امور سے۔ جیسے مغرب کی نماز کی تین رکعات ہیں اگر کوئی دو رکعتیں ادا کرے اور تیسری رکعت ادا نہ کرے تو اسکی نماز ہی نہ ہوگی۔ اسی طرح جب قلبی احوال۔ اخلاص، توکل، خشیت، مشاہدہ حق کو چھوڑ دیا تو دین مکمل نہ ہوگا۔

Marfat.com

صبح وشام کے وظائف

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے۔

الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى

اسی کی تمام تعریفیں ہیں وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ سب بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے اور ہر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ دس بار

چیز پہ قدرت رکھنے والا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ سات بار

اے اللہ مجھے جہنم سے بچالے

سید الاستغفار

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا

اے اللہ آپ میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں آپ نے مجھے پیدا فرمایا ہے

عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ

اور میں آپ کا بندہ ہوں اور میں آپ کے عہد اور وعدے پر قائم ہوں جتنی کہ میں طاقت رکھتا

اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ

ہوں میں آپکی پناہ میں آتا ہوں اس چیز کی برائی سے بچنے کیلئے جو میں کر بیٹھا میں آپکے احسانات

Marfat.com

عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ ۔ صبح و شام ایک ایک بار یا تین تین بار پڑھیں۔

کو جو آپ نے مجھ پر فرمائے ہیں مانتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں پس آپ مجھے بخش دیں کیونکہ آپ کے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی اس استغفار کو صبح یقین کے ساتھ پڑھے اور شام تک مر جائے تو وہ جنتی ہوگا۔ اور اگر شام کو یقین کے ساتھ پڑھے اور صبح تک مر جائے تو وہ اہل جنت میں سے ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ ۝ تین بار۔ صبح و شام

البتہ تحقیق تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک ایسے رسول تشریف لاچکے ہیں جن پر بہت شاق ہے وہ بات جس سے تم مشقت میں پڑو۔ تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے ہیں ایمان والوں پر بڑے شفیق و مہربان ہیں۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۔ صبح و شام تین تین بار

اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے

سورہ یٰسٓ ایک بار بعد از نماز فجر یا تین بار

Marfat.com

درود شریف ــــــ سو بار ۔ کلمہ تمجید ــــــ سو بار

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَ

میں بخشش مانگتا ہوں اس اللہ سے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ دائم

أَتُوبُ إِلَيْهِ ــــــ سو بار

رہنے والا ہے اور میں اسکی طرف توبہ کرتا ہوں ۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ ــــــ تین سو بار

درود شریف ــــــ سو بار

بعداز نماز عصر بھی ــــــ سو بار استغفار پڑھیں اول و آخر گیارہ بار

درود شریف پڑھیں

سوتے وقت چارپائی پر بیٹھ کر یہ پڑھیں ۔ سورہ فاتحہ ۔ سورہ بقرہ الٓمٓ سے لیکر المفلحون تک ۔ آیۃ الکرسی ۔ امن الرسول سے آخر سورہ بقرہ تک ۔ ایک ایک بار پھر چاروں قل پڑھ کر ہاتھوں پر دم کریں اور ہاتھ تمام بدن پر پھیریں ۔ یہ عمل تین بار کریں ۔ پھر یہ پڑھیں

رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اور

اے میرے رب مجھے اپنے عذاب سے بچائیو جس روز آپ اپنے بندوں کو دوبارہ اٹھائیں گے

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا

اے اللہ میں آپ کے نام سے مرتا اور جیتا یعنی سوتا اور جاگتا ہوں

Marfat.com

جب سو کر اٹھیں تو یہ پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

شکر ہے اللہ کا جس نے مجھے زندہ کیا بعد مار دینے کے اور اسی کی طرف اٹھنا ہے

بیت الخلاء میں جاتے وقت کی دعا

بیت الخلاء میں پہلے بایاں پاؤں اندر رکھیں اور یہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

اے اللہ میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں گندگی اور گندوں سے بچنے کے لیے

بیٹھتے وقت بایاں پاؤں کھڑا کر کے اس پر جسم کا بوجھ ڈالنا چاہیے۔ مٹی کے ڈھیلوں یا کسی جاذب چیز سے اور پھر پانی سے اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرنی چاہیئے

باہر آتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

غُفْرَانَكَ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی

اے اللہ میں تیری بخشش مانگتا ہوں۔ تمام تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے مجھ سے تکلیف کو دور فرمایا

وَعَافَانِیْ

اور مجھے عافیت بخشی۔

وضو میں کوشش بلیغ کریں کہ کسی عضو کا کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔ اور حتی الامکان وہ مستحب دعائیں ہر رکن دھوتے وقت ضرور پڑھیں جو اکثر کتابوں

Marfat.com

میں مذکور ہیں۔

ہاتھ دھوتے وقت یہ پڑھیں

بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ اَلْاِسْلَامُ

اللہ کے نام سے اور تمام تعریف اللہ کی ہے دین اسلام پر اسلام

حَقٌّ وَّالْکُفْرُ بَاطِلٌ اَلْاِسْلَامُ نُوْرٌ وَّالْکُفْرُ ظُلْمَۃٌ

حق اور کفر باطل ہے اسلام نور ہے اور کفر ظلمت ہے

حدیث شریف میں ہے کہ وہ نماز جو ایسے وضو سے پڑھی جائے جس میں (سنت سمجھ کر) مسواک کی گئی ہے ستر گنا بہتر ہے اس نماز سے جس کے وضو میں مسواک نہ کی گئی ہو۔

کلی کرتے وقت یہ پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

اے اللہ میری مدد فرما اپنے ذکر اور شکر پر اور اپنی عبادت کی خوبی پر

وَتِلَاوَۃِ کِتَابِكَ وَصَلٰوۃٍ عَلٰی حَبِیْبِكَ

اور اپنی کتاب کی تلاوت پر اور اپنے حبیبؐ پر درود پڑھنے پر

ناک دھوتے وقت یہ پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ

اے اللہ مجھے جنت کی خوشبو سنگھا

Marfat.com

منہ دھوتے وقت یہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي بِنُوْرِكَ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهُ أَوْلِيَاءِكَ

اے اللہ میرے چہرے اپنے نور سے روشن کر دیجیو جس روز تیرے دوستوں کے چہرے روشن ہوں گے

دایاں بازو دھوتے وقت یہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِي كِتَابِي بِيَمِيْنِي وَحَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيْرًا

اے اللہ مجھے میرا نامہ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں عطا فرمائیو اور مجھ سے آسان حساب لیجیو

بایاں بازو دھوتے وقت پڑھیں

وَلَا تُعْطِنِي كِتَابِي بِشِمَالِي وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي

اور میرا اعمالنامہ میرے بائیں ہاتھ یا پیٹھ کے پیچھے سے نہ دیجیو

سر کا مسح کرتے وقت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِي تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ

اے اللہ مجھے اپنے عرش کے سایہ میں رکھیو جس روز آپ کے عرش کے سائے کے سوا کوئی

عَرْشِكَ

سایہ نہیں ہوگا

کانوں کا مسح کرتے وقت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ

اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جو بات کو سنتے (قبول کرتے) ہیں اور پھر اسکی

اَحْسَنَهٗ

بہت اچھی طرح پیروی کرتے ہیں

گردن کا مسح کرتے وقت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ عَنِ النَّارِ

اے اللہ میری گردن کو جہنم سے آزاد فرما دیجئے

دایاں پاؤں دھوتے وقت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ

اے اللہ میرے قدم ثابت رکھیو پل صراط پر جس روز پھسلیں گے قدم

بایاں پاؤں دھوتے وقت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ

اے اللہ میری سعی کو مشکور اور میرے گناہوں کو بخشا ہوا اور میری تجارت کو

لَنْ تَبُوْرَ

نہ برباد ہونے والی کر دے۔

Marfat.com

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھے اس کے لیے آٹھوں دروازے بہشت کے کھولے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

سورہ انا انزلنا ایک یا تین بار پڑھے پھر یہ دعا کرے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ

اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں سے بنا دیجیے اور پاکیزہ لوگوں میں سے بنا دیجیے

وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ

اور مجھے اپنے نیک بندوں میں سے کر دیجیے اور مجھے ان لوگوں میں سے کر دیجیے

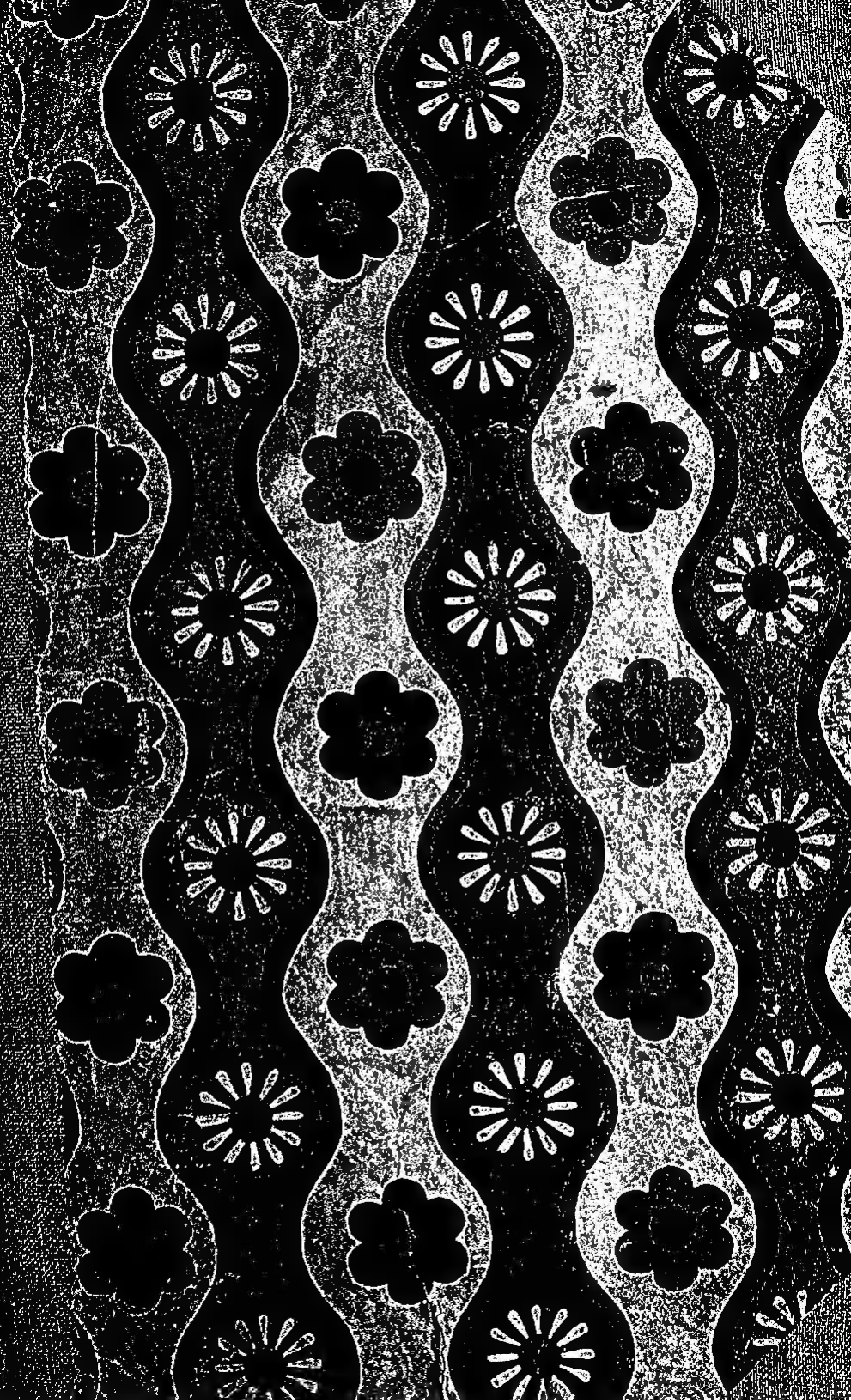
لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

جن کو نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

دوستوں کیلئے نصیحت ہے کہ ۱۔ دین کی معلومات بڑھاتے رہنے میں کوشش کرتے رہا کریں۔ ۲۔ اپنی اولاد میں کم از کم ایک بچے کو دین کے لیے وقف کر دیں کہ وہ علم دین پڑھے اور اسی کی اشاعت میں زندگی گزار دے۔ ۳۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنی اولاد میں سے ایک بچہ کو قرآن مجید کا حافظ ضرور بنانے کی کوشش کریں۔

Marfat.com

Marfat.com



Marfat.com